قاتلوا الذین یلونکم من الکفار



پاکستان میں جہاد کیوں؟

تنظیم القاعدہ کے
مسئولِ دعوت وابلاغ برائے پاکستان

حفظہ اللہ
اُستاد احمد فاروق

سے السّحاب کی ملاقات (حصّہ دوم)

بسم اللہ الرّحمٰن الرّحیم

فہرست

....

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

السّحاب: بسم اللہ، والحمدللہ، والصلوٰۃ والسلام علیٰ رسول اللہ، اما بعد۔ آج ہم ادارہ السّحاب کی جانب سے ایک مرتبہ پھر تنظیم القاعدہ کے مسئولِ دعوت و ابلاغ برائے پاکستان، استاد احمد فاروق کی خدمت میں حاضر ہیں۔ استاد احمد سے ملاقات کے پہلے حصے میں ہم نے دنیا بھر میں جاری جہاد کے بارے میں گفتگو کی تھی۔

آج ہم پاکستان میں جاری جہاد کے حوالے سے اپنی گفتگو آگے بڑھائیں گے۔

پاکستان میں جہاد کیوں......؟

السّحاب: آغاز میں ہم استاد احمد سے یہ پوچھنا چاہیں گے کہ تنظیم القاعدہ کا نام اب تو پاکستان میں بھی حکومت اور فوج کے خلاف کارروائیوں اور حملوں میں آ رہا ہے۔ پاکستان کے اہلِ دین حلقے، جن میں سے بہت سے امریکا کے خلاف جہاد میں الحمدللہ ہم مجاہدین کے مدد و معاون بھی ہیں، یہ شکایت کرتے ہیں کہ امریکا کے خلاف جہاد تو سمجھ آتا ہے مگر پاکستان کی حکومت اور فوج کے خلاف قتال سمجھ نہیں آتا؟

استاد احمد: الحمدللہ رب العالمین، والصلوۃ والسلام علیٰ سید الانبیاء والمرسلین محمد وعلیٰ آلہ واصحابہ اجمعین۔

افغانستان اور پاکستان......ایک ہی محاذ ہیں

پہلی بات تو یہ ہے کہ جسے بھی افغانستان کا جہاد سمجھ میں آتا ہے......یعنی امریکا کے

خلاف جہاد سمجھ میں آتا ہے، اسے پاکستان میں جاری جہاد بھی اس لیے سمجھ میں آنا چاہیے کہ درحقیقت افغانستان اور پاکستان دونوں ایک ہی محاذ ہیں۔ اور دونوں جگہ جاری جنگ کوئی علیحدہ جنگ نہیں ہے......ایک ہی جنگ ہے۔ یہ تو مغرب سے آئے ہوئے ان قوم پرستانہ اور وطن پرستانہ تصورات کا کرشمہ ہے......ان قومی ریاستوں کے تصور کا کرشمہ ہے جو ہمارے ذہنوں میں مغرب سے درآمد کر کے ڈالا گیا ہے کہ ہم شعوراً یا لاشعوراً اپنے آپ کو انہی خانوں میں بند رکھ کر سوچنے پر مجبور رہتے ہیں۔ اور اس جغرافیائی تقسیم سے......جو ایک فطری تقسیم نہیں، بلکہ کفر کی بنائی ہوئی تقسیم ہے......ہم میں سے ہر شخص اپنے آپ کو باہر نکال نہیں پاتا......اس سے آزاد نہیں ہو پاتا۔ ورنہ تاریخی، عقائدی، جغرافیائی طور پر دیکھیں یا جنگی حکمتِ عملی کے اعتبار سے، کسی طرح بھی یہ دونوں خطے (پاکستان و افغانستان) ایک دوسرے سے منفصل نہیں ہیں۔ تاریخ پر بھی نگاہ ڈالیں تو یہی محسوس ہوتا ہے کہ افغانستان کے اندر کابل میں جو بھی سیاسی حالات بنتے، ان کے اثرات دہلی تک جایا کرتے تھے۔ اسی لئے ہم دیکھتے ہیں کہ برِّصغیر کے پورے خطے میں اسلام پھیلانے میں ایک بہت بڑا ہاتھ ان مسلمان فاتحین کا ہے، جن کا پایۂ تخت کابل میں مضبوط ہوا، تو انہوں نے اُس کے بعد دہلی کا رُخ کیا اور یہاں پر انہوں نے اپنی سلطنت قائم کی جو کہ اسلام کی نشرو اشاعت کا ذریعہ بنی۔ اس حقیقت کا انکار کرنا تاریخ کا انکار کرنے کے مترادف ہے، ان ایمانی رشتوں کے انکار کے مترادف ہے جو ہمارے درمیان پہلے سے موجود ہیں۔

دشمن بھی اسے ایک محاذِ جنگ سمجھتا ہے

بات صرف اتنی نہیں کہ صرف ہمیں ہی اس حقیقت کا ادراک ہے کہ یہ سارا علاقہ آپس میں ایک مربوط خطّہ ہے اور اس کے حالات ایک دوسرے پر اثر انداز ہوتے ہیں، دشمن کو ہم سے بڑھ کر اس کا احساس و ادراک ہے۔ باوجود اس کے کہ اس نے ہمیں ان جغرافیائی حدود کا پابند کر دیا ہے، وہ خود ان کی پابندی ہرگز نہیں کرتا۔ اس لیے ہم دیکھتے ہیں کہ ماضی قریب میں اوباما نے بھی اس خطے کے لئے اپنی نئی پالیسی یا جنگی حکمتِ عملی کا نام ہی ''Af-Pak strategy

ایف۔ پاک سٹریٹیجی'' یا ''پاک افغان حکمتِ عملی'' رکھا ہے۔ اس نام سے بھی اور اس کی تفصیلات و مندرجات سے بھی یہ بات واضح ہے کہ وہ اس پورے خطے کو ایک محاذ کے طور پر دیکھتے ہیں۔ اور اسی کا نتیجہ ہے کہ پہلے دن سے ہی جب سے افغانستان کی جنگ کا آغاز ہوا ہے، جتنی اہمیت وہ اس امر کو دے رہے ہیں کہ افغانستان میں اُن کی گرفت مضبوط ہو، اُتنی ہی اہمیت اس بات کو بھی دے رہے ہیں کہ مختلف ذرائع استعمال کرتے ہوئے پاکستان میں بھی اُن کی گرفت مضبوط ہو۔

لہٰذا پہلی بات تو ذہنوں میں یہ واضح کی جائے کہ یہ دونوں ایک ہی محاذ ہیں اور زیادہ سے زیادہ یوں کہا جا سکتا ہے کہ یہ ایک ہی محاذ کے مشرقی اور مغربی بازو ہیں۔

امریکہ کی اتحادی افغان فوج کے خلاف قتال پر علمائے امت متفق ہیں

دوسری بات یہ...... کہ جو شخص بھی ماضی قریب کے جہاد کی تاریخ سے واقف ہو وہ یہ جانتا ہے کہ روس کے خلاف جہاد کے دوران وہ تمام افغانی کمیونسٹ جنہوں نے روسیوں کا ساتھ دیا تھا، ان کے خلاف قتال اور اُن کو نشانہ بنانے کے جواز کا فتویٰ صرف افغانستان ہی کے نہیں بلکہ پورے عالِمِ اسلام کے علماء نے دیا تھا۔ اور اس کے بعد ابھی بھی جو جہاد افغانستان میں جاری ہے، اس میں افغانستان بھر کے علمائے حق، پاکستان کے علمائے حق اور امت کے دیگر علاقوں کے علماء بھی اس بات پر مطمئن ہیں کہ امریکا کا ساتھ دینے والی افغان ملّی فوج کے خلاف قتال صرف واجب ہی نہیں بلکہ اس کی فرضیت و اہمیت فرضِ عین کے درجے میں ہے۔

کیا پاکستانی فوج بھی امریکہ کی اتحادی نہیں؟

اگر وہ افغان ملّی فوج جس کی کل تعداد پاکستانی فوج کی تعداد کے چوتھائی حصے کے برابر بھی نہیں بنتی، اور جس کا اپنے عسکری تجربے، عسکری سازو سامان اور اپنی مہارت کے اعتبار سے کسی طرح بھی پاکستانی فوج سے موازنہ نہیں کیا جا سکتا ......اگر اس جرم کی بنیاد پر اُس کے خلاف قتال واجب ہے اور امارتِ اسلامیہ کے قیام کی خاطر جہاد کرنے والے تمام مجاہدین اُس کو نشانہ بناتے ہیں اور اِس کے اوپر کوئی اعتراض نہیں کیا جاتا تو اس پاکستانی فوج کے خلاف قتال عین

اسی وجہ سے کیوں نہ واجب ہو......؟ جبکہ اس کی قوت اور طاقت بھی اُن سے بڑھ کر ہے، اور اس کا اس جنگ میں کردار بھی ملّی فوج سے کہیں زیادہ خطرناک ہے۔ یہ سادہ سی بات ہے جس پر کوئی بھی آنکھیں کھول کر غور کرے تو نتیجہ نکالنا اور اس جہاد کو سمجھنا کچھ مشکل نہیں رہتا۔

السّحاب: مگر اشکال اس پہلو میں ہے کہ پاکستان میں جہاد کے شروع ہونے سے اور پاکستانی فوجیوں کے خلاف مجاہدین کے مشغول ہونے سے افغانستان میں امریکیوں کے خلاف جہاد اور امارتِ اسلامیہ کے قیام کی جدوجہد کمزور پڑتی اور مجاہدین کی توجہ بٹتی ہوئی محسوس ہوئی ہے۔

استاد احمد: یہ اشکال اس لئے درست نہیں ہے کہ جیسا کہ ہم پہلے واضح کر چکے ہیں، یہ دو علیحدہ چیزیں نہیں، یہاں ایک ہی جنگ جاری ہے۔ اس کا جو بازو بھی مضبوط ہوتا ہے وہ دوسرے کی تقویت کا باعث بنتا ہے۔

یہ امارتِ اسلامیہ افغانستان کے دفاع کی جنگ ہے

ہم آج پاکستان کے اندر جو جہاد کر رہے ہیں، یہ امارتِ اسلامیہ افغانستان ہی کے دفاع کی جنگ ہے۔ یہ بات پورے اطمینان کے ساتھ کہی جا سکتی ہے کہ اگر پچھلے دو اڑھائی سالوں پر نگاہ ڈالیں......جب سے پاکستان میں عسکری کارروائیوں کا باقاعدہ آغاز ہوا ہے......تو اس جہاد کا یہ ایک ہدف پورے طور پر حاصل ہوتا نظر آتا ہے کہ امارتِ اسلامیہ افغانستان کو اس کی پشت کی جانب سے محفوظ بنایا جائے۔

خطّے کو جنگ میں دھکیلنے کی ذمہ دار پاکستانی فوج ہے

کس سے یہ بات چھپی ہوئی ہے، کہ آج سے چند سال پہلے یہ پورا خطہ اس کیفیت میں نہیں تھا جس کیفیت میں یہ آج ہے......؟ آج افغانستان سے لے کر اِدھر پاکستان تک ہر طرف جنگ کا سا سماں ہے۔ اور اگر کوئی قوت بنیادی طور پر اس پورے خطّے کو خونریزی اور جنگ میں دھکیلنے کی ذمہ دار ہے تو وہ پاکستانی فوج ہے۔ امریکا نے جب گیارہ ستمبر کے بعد یہاں حملے کا فیصلہ کیا تو اس کو اپنے حملے کے لئے کوئی نہ کوئی مقامی میزبان ضرور چاہیے تھا جو اُس کا ساتھ دیتا،

اُس کی معاونت کرتا اور اُس کے ساتھ مل کر امارتِ اسلامیہ افغانستان کو گراتا۔ اس کردار کو ادا کرنے کے لیے افغانستان کا کوئی اور پڑوسی نہیں تیار ہوا، اور اگر کسی ملک نے معاونت کی بھی تو اتنی جزوی کہ وہ اُس بنیادی ''پلیٹ فارم'' یا مرکز کا کام نہیں دے سکتا تھا جو امریکا چاہ رہا تھا۔

امارتِ اسلامیہ افغانستان کو گرانے میں پاکستان کا کردار

یہ پاکستان ہی تھا جس نے امارتِ اسلامیہ افغانستان کو گرانے کے لیے اپنی فضائیں، اپنی زمین، اپنے اڈّے، اپنے مراکز، سب کچھ مسخّر کر کے امریکا کے سامنے رکھے۔ وہ انٹیلی جنس کے شعبے کی قیمتی معلومات، کہ جس پر بعد کی ساری کارروائیوں کا انحصار ہونا تھا......امارتِ اسلامیہ اور مجاہدین کے سارے کے سارے راز امریکا کو فراہم کیے۔ یہ پاکستان ہی تھا جس نے یہ سارا کردار ادا کیا۔ اور اگر اس پوری جنگ سے پاکستان کے کردار کو نکال لیا جائے تو امریکا کے لیے تنہا یہاں یہ سارے اہداف حاصل کرنا، افغانستان میں امارتِ اسلامیہ سے اس انداز سے ٹکر لینا، اُس پر حملہ آور ہونا اور پھر کامیابی سے امارت کو گرا پانا......ممکن نہ ہو پاتا۔

پاکستان کے ہاتھوں قائدینِ امارتِ اسلامیہ کی شہادتیں و گرفتاریاں

اور بات صرف یہاں نہیں رکی کہ پاکستانی نظامِ حکومت نے صرف امارتِ اسلامیہ افغانستان ہی کو گرایا بلکہ بات اس سے بہت آگے بڑھی۔ اس کے بعد جب مجاہدین وہاں سے نکل کر آئے اور پاکستان میں پناہ لینے کی کوشش کی تو......خود پاکستانی فوج کے اپنے سربراہوں کے اعترافات کے مطابق......آٹھ سو سے زائد مجاہدین کو گرفتار کر کے امریکا کے حوالے کیا گیا۔ اور ان میں صرف پاکستانی یا عرب مجاہدین ہی نہیں تھے، بلکہ امارتِ اسلامیہ افغانستان کے بڑے بڑے نام، اُن کی شوریٰ کی سطح کے ذمہ داران کو گرفتار کیا گیا......کہ جن پر ان کا نظام کھڑا ہوا تھا۔ اس کے علاوہ ان میں سے کئی حضرات ایسے بھی ہیں جنہیں ڈھونڈ ڈھونڈ کر شہید بھی کیا گیا، اس کی مثال ملّا اختر عثمانیؒ کی شہادت ہے۔ اسی طرح گرفتاریوں کی ذیل میں دیکھیں تو ملّا عبدالطیف حکیمی، استاد یاسر اور ملّا منصور داد اللہ کی مثالیں ہمارے سامنے ہیں۔ ان سب کی گرفتاری پاکستانی نظامِ حکومت

کے ہاتھ سے ہوئی۔ اب ماضی قریب میں اُستاد یاسر دوسری دفعہ بھی اسی نظامِ حکومت کے ہاتھوں گرفتار ہوئے۔ یہ سارا سلسلہ......یعنی امارتِ اسلامیہ افغانستان کو کمزور کرنے اور اس کو گرانے میں اساسی کردار پاکستانی نظام کا تھا بلکہ اس کو دوبارہ قائم کرنے کی جدو جہد کو کچلنے کے لیے بھی اساسی کردار پاکستانی نظام نے ہی ادا کیا۔

جہادِ پاکستان، جہادِ افغانستان کی تقویت کا ضامن ہے

اس پورے محاذ سے اگر پاکستان کی چھ لاکھ فوج کے اس مکروہ کردار کو منفی کر دیں تو مجاہدین کے لیے راحت اور آسانی کے دروازے کھل جائیں۔ مجاہدین کی طرف سے پاکستان کا محاذ کھولنے کے فیصلہ سے امارتِ اسلامیہ کو کمزور کرنے کے لئے پاکستانی فوج کی اس پوری جدو جہد کے سامنے پہلی مرتبہ بند باندھا گیا ہے۔ اور اللہ کا فضل ہے کہ دو اڑھائی سال بعد آج ہم پہلی مرتبہ اس سطح پر کھڑے ہیں کہ پاکستانی نظامِ حکومت کو بنیادی فکر اس بات کی لاحق ہے......کہ کراچی، لاہور، پنڈی اور اسلام آباد میں اس کے خفیہ اداروں کے مراکز کو، اس کے فوج کے مراکز کو اور اس کے اعلیٰ افسران کو نشانہ بنانے کا سلسلہ کسی طرح بند ہو جائے۔ اس کو اتنی زیادہ مار اپنے ملک کے اندر پڑی ہے کہ اب یہ فکر وقتی طور پر اُس کے ذہن سے محو ہو گئی ہے کہ کسی طرح امارتِ اسلامیہ افغانستان کا راستہ روکا جائے۔ اور الحمدللہ سبھی اس بات پر شاہد ہیں کہ پچھلے دو سالوں میں کس طرح تیزی سے افغانستان کے کام کو راحت ملی ہے اور کس طرح وہاں جہاد میں تیزی آئی ہے۔ پس یہ کہنا صحیح نہیں کہ یہاں جنگ کھولنے سے وہاں سے توجہ ہٹتی ہے۔ توجہ ہٹتی نہیں ...... بلکہ پاکستانی فوج کے خلاف جہاد سے افغانستان میں جہاد کو تقویت ملتی ہے، اس کی کمر اور پشت محفوظ ہوتی ہے۔ اور یہ وہ ہدف ہے جو اللہ کے فضل و احسان سے پوری طرح حاصل ہوتا محسوس ہو رہا ہے۔

کیا پاکستان میں جنگ امریکا کے لئے فائدہ مند ہے؟

السّحاب: تو کیا یہ بات امریکا کے لئے قابلِ اطمینان نہیں ہوگی کہ مجاہدین کی قوت کا ایک اہم حصہ پاکستانی افواج کے خلاف مشغول ہو جائے اور یوں اس خطے میں ان کی بقاء کا عرصہ طویل ہو سکے؟

استاد احمد: دیکھیں یہ غلط فہمی بھی اسی بات سے جنم لیتی ہے کہ اگر ''یہاں'' توجہ دی جائے تو ''وہاں'' کمزوری آئے گی ...... کہ گویا یہ دو علیحدہ جنگیں ہیں۔ جس طرح کہ میں نے پہلے عرض کیا، یہ ایک ہی محاذ کے دو بازو ہیں۔ اگر پاکستان میں مجاہدین مضبوط ہوتے ہیں تو اس سے امارتِ اسلامیہ افغانستان کے جہاد کو تقویت ملے گی، اگر افغانستان میں مجاہدین مضبوط ہوتے ہیں تو اس سے پاکستان میں مجاہدین اور جہاد کو تقویت ملے گی۔

پاکستان ......امریکی رسد گاہ اور آرام گاہ

اس میں کوئی شک نہیں کہ امریکا یہ چاہتا ہے کہ اس کا قیام یہاں لمبا ہو۔ لیکن وہ ہم سے زیادہ بہتر طور پر جانتا ہے کہ پاکستان میں جہاد کے مضبوط ہونے سے ...... پاکستان میں امریکا کی گرفت کمزور ہونے سے یا پاکستانی نظامِ حکومت کے کمزور ہونے سے ...... امریکا کو اپنی بقاء کا عرصہ لمبا کرنے میں کوئی مدد نہیں حاصل ہوگی۔ اس سے تو اس پورے خطے کے لئے بنایا گیا امریکی منصوبہ ہل جاتا ہے۔ اس لیے کہ امریکا نے اپنے لیے جو نقشۂ جنگ بنایا ہے اس میں اس نے افغانستان کو تو اسی کام کے لیے چنا ہے کہ وہاں بالفعل لڑائی کی جائے۔ اور اس پورے محاذِ جنگ میں اس نے پاکستان کا جو کردار رکھا ہے، وہ صرف یہ کہ یہاں سے رسد فراہم ہو، یہاں اس کے اڈّے ہوں، یہاں اس کے اعلیٰ افسران قیام کریں اور یہاں سے منصوبہ بندی کریں۔ اس جگہ کو تو وہ پُر امن رکھنا چاہتا ہے۔ یہاں کا امن خراب ہونے سے اور یہاں جو فوج اس کو میسّر ہے، اور جو انٹیلی جنس ادارے اس کی خدمت کے لیے آٹھ سال سے مسخر ہیں ......ان اداروں کے اور فوج کے کمزور ہونے سے امریکا کی معاونت نہیں ہوتی ہے۔ یہ بات تو امریکا کی جنگ کے پورے منصوبہ

کو ہلا مارنے کے مترادف ہے۔

افغانستان میں مجاہدین کی فتح پاکستان میں جہاد سے منسلک ہے

ہم خود اب یہ بات دیکھ رہے ہیں کہ دشمن اوباما اپنی حالیہ تقریر میں بھی، جس میں اس نے اپنی نئی حکمتِ عملی بیان کی تھی، یہ کہہ رہا تھا کہ ''افغانستان کی فتح کا راستہ پاکستان سے گزر کر جاتا ہے''۔ جب دشمن کے لیے فتح کا راستہ پاکستان سے گزر کر جارہا ہے، اور وہ اس پورے محاذ کو اتنی مرکزی اہمیت دے رہا ہے، تو کیا ہم اس محاذ کو اسی طرح چھوڑ دیں......؟ امریکا کو یہاں آرام سے بیٹھنے دیں......؟ امریکی نظام کو تقویت بخشنے والی اس پاکستانی فوج کو آرام سے بیٹھنے دیں......؟ یہ تو سراسر حماقت والی حرکت ہوگی۔ یہ بات ذہن میں واضح رہنی چاہیئے کہ اس علاقے کو امریکا پرامن رکھنا چاہتا ہے، یہاں وہ اپنے نظام کو مضبوط رکھنا چاہتا ہے، یہاں جنگ چھیڑنے سے اُن کا پورا نظام ہلتا ہے اور ان کے منصوبے کی ساری ترتیب خراب ہوتی ہے۔

پاکستان میں امریکی مفادات پر مجاہدین کی کامیاب ضربیں

اللہ تعالیٰ کا فضل واحسان ہے، خواہ وہ طالبان سے تعلق رکھنے والے مجاہدین ہوں یا القاعدہ سے، پچھلے دو اڑھائی سال کے عرصے کے اندر انہوں نے کئی ایسے اہداف کو نشانہ بنایا ہے کہ جس سے براہِ راست امریکیوں کے مفادات پر ضرب پڑی ہے۔ وہ میریٹ ہوٹل پر کارروائی ہو......خیبر میں نیٹو کی رسد کے قافلوں پر کارروائی ہو......کوئٹہ کی سمت میں تیل کی رسد کے قافلوں پر حال ہی میں شروع ہونے والی کاروائیاں ہوں ......اسی طرح پرل کانٹی نینٹل ہوٹل (پشاور) میں امریکی بلیک واٹر کے اہل کاروں پر کارروائی ہو......اس کے علاوہ اسلام آباد میں اقوامِ متحدہ کے دفتر پر کی گئی کارروائی ہو......تو یہ پوری کارروائیاں اِسی تسلسل کا حصہ ہیں کہ یہاں سے امریکا کی گرفت کو کمزور کیا جائے اور اس کو یہاں چین سے بیٹھنے نہ دیا جائے۔

کفر کی خادم فوج ......ماضی اور حال

دوسرا پہلو اس جنگ کا یہ ہے کہ پاکستان کے نظامِ حکومت کو کمزور کیا جائے۔ یہ سمجھنا کہ

''پاکستان کے نظام کا مضبوط رہنا، امریکی مفادات کے خلاف ہے'' یہ اس تمام فقہ الواقع سے غفلت کی دلیل ہے۔ اس لیے کہ اس پورے خطے میں کفر کو جو خدمات پاکستانی فوج نے فراہم کیں وہ کوئی اور نہ کر سکا۔ کچھ ماضی کی طرف لوٹ کر دیکھیں تو قبل از قیامِ پاکستان بھی جو خدمت اس علاقہ کی فوج نے عالمی کفر کے لیے سرانجام دی، وہ خدمت سرانجام دینے کے لیے کفر کو کہیں اور سے اتنی منظّم اور اتنی بڑی فوج نہیں ملی۔ انہیں کیا مصیبت پڑی ہے کہ یہ خود میدان میں اتریں جب کہ ان کو چھ لاکھ سے کچھ اوپر کی ایک بہترین فوج میّسر ہے۔ یہ فوج جدید ہتھیاروں سے لیس بھی ہے، اس کو کئی جنگیں لڑنے کا تجربہ بھی ہے۔ یہ فوج مجاہدین کے قریب بھی رہی ہے اور جانتی بھی ہے کہ ان کی کمزوریاں کیا ہیں اور ان سے کس طرح نمٹا جاتا ہے۔ اور یہ فوج اپنی خدمات پیش کرنے کے لیے تیار بھی ہے۔ امریکی ایسی فوج کو کمزور ہوتا دیکھیں ......اس میں بھلا ان کا کیا مفاد ہے؟

یہ تو ہم جانتے ہی ہیں کہ جس وقت پاکستان کا قیام عمل میں آ رہا تھا، تو اس وقت برطانیہ کی سیاسی قیادت تقسیمِ ہند کے حق میں تھی لیکن ان کی فوجی قیادت تقسیم کی مخالف تھی۔ اور وہ یہ چاہتی تھی کہ یہاں، چاہے برائے نام ہی سہی، برطانیہ کی حکومت اور اس کی سیادت کسی نہ کسی طور باقی رہے۔ اور اس کے لیے جو بنیادی دلیل وہ پیش کرتے تھے، وہ یہی تھی کی یہاں کی افواج نے برطانیہ کی خدمت اور کفر کے نظام کو آگے پھیلانے کے لیے جو کردار ادا کیا ہے ویسی خدمت گار اور ویسی ہی وفادار فوج کہیں اور نہیں ملے گی۔ وہ دیکھ چکے تھے کہ اس علاقے سے خلافتِ عثمانیہ کے خلاف لڑنے کے لیے لاکھوں کی تعداد میں فوجی گئے۔ بعض اعداد و شمار کے مطابق تقریباً چھ لاکھ فوجی ہی اس وقت بھی گئے تھے کہ جنہوں نے جا کر خلافتِ عثمانیہ کے خلاف جنگ میں شرکت کی اور برطانیہ کو فتح دلائی۔ اسی طرح یہیں سے افواج گئی تھیں جنہوں نے کعبہ پر چڑھائی کی تھی اور اس پر گولیاں برسائی تھیں۔ تو وہ اس ساری تاریخ کو جانتے تھے اسی لیے ان کا اصرار تھا کہ اس علاقے پر اپنی گرفت اتنی مضبوط رکھی جائے کہ ہماری خدمت کے لیے یہاں کی فوج سے جب بھی مدد طلب کی جائے تو وہ حاضر ہو۔

خاکی وردی میں ملبوس امریکی فوج

پس آج امریکا بھی یہی چاہتا ہے۔ یہاں ایک فوج میّسر ہے، جو اس کی خدمت کے لیے حاضر ہے۔ اس کو جب اور جہاں طلب کریں گے یہ فوج خدمات دے گی۔ ہم دیکھ سکتے ہیں کہ ابھی سوات میں جس انداز سے آپریشن ہوا ہے، جنوبی وزیرستان میں جس انداز میں آپریشن ہوا ہے، آپ کے خیال میں یہاں پاکستانی فوج کی بجائے امریکا ہوتا تو کیا اس سے بڑھ کر بھی کچھ ہو سکتا تھا؟ مساجد کو اِنھوں نے نشانہ بنایا، مدارس کو اِنھوں نے نشانہ بنایا ہے، صرف ایک سوات سے لاکھوں لوگوں کو نکلنے پر اِنھوں نے مجبور کیا ہے، قتل عام کے اندر کسی قسم کا لحاظ اِنھوں نے نہیں رکھا، حتیٰ کہ عام آبادیوں پر بھی بمباری کی ہے۔ اس پوری کیفیت کو نگاہ میں رکھا جائے تو امریکا کو اور کیا چاہیے۔

ہمیں اس فوج کو امریکی فوج سے جدا کر کے نہیں دیکھنا چاہئے۔ ہم پاکستان میں امریکا ہی کی فوج سے قتال کر رہے ہیں۔ فرق اتنا ہے کہ یہاں امریکی فوج چھ لاکھ سے کچھ زائد تعداد میں ہے، اور اس نے خاکی وری پہنی ہوئی ہے۔

کیا یہ ہماری فوج ہے......؟

اس خاکی وردی والی فوج کو ''اپنی فوج'' سمجھنا اب چھوڑ دینا چاہیے۔ حیرت ہوتی ہے ان دیندار لوگوں پر جو ابھی تک اس فوج کو ''اپنی فوج'' کہہ کر اس کا ذکر کر رہے ہوتے ہیں۔ وہ فوج کہ جس کے خفیہ ادارے علماء کو شہید کرنے میں ملوث ہوں، وہ فوج جو لال مسجد پر چڑھائی کر کے آپ کے علماء کو شہید کرتی ہو، جو جامعہ حفصہ میں آپ کی معصوم بہنوں کو......مدارس کی طالبات کو شہید کرتی ہو۔ وہ فوج جو پوری قبائلی پٹی اور سوات میں چن چن کر ایک ایک مسجد کو نشانہ بناتی ہو، جو ہنگو اور اورکزئی میں مسجدوں کو نشانہ بنائے ......حیرت ہوتی ہے کہ کیسے اس فوج کو کوئی دیندار آدمی ''اپنی فوج'' کہتا ہے۔ یہ سمجھنے کی ضرورت ہے کہ یہ امریکی فوج ہے جس سے ہماری جنگ ہو رہی ہے۔ اور یہ جتنا کمزور ہوگی، جتنا اس ملک پر اس کی گرفت کمزور ہوگی ......تو ان شاء اللہ، اللہ

کے احسان سے جہاد اور اللہ کا دین بھی اتنا ہی پھیلے گا اور امریکا کے اس خطے میں جتنے بھی منصوبے ہیں ان پر بھی زد پڑے گی۔

امریکا ہار چکا ہے!

آخری بات اس حوالے سے یہ ذہن میں رکھیئے کہ امریکا کی فکر نہ کریں۔ امریکا ان شاء اللہ ویسے بھی اب جا رہا ہے۔ اس نے تو اپنی شکست کے اعترافات واضح طور پر کر لیے ہیں۔ یہ جو ''نئی حکمتِ عملی'' کے نام سے اوباما نے حالیہ تقریر کی ہے، وہ حکمتِ عملی کیا ہے......؟ وہ تو فرار کی اور یہاں سے بھاگنے کی حکمتِ عملی ہے۔ ڈیڑھ سال کا عرصہ باقی ہے کہ جس کے بعد وہ خود کہہ رہے ہیں کہ ہم نے یہاں سے واپسی شروع کر دینی ہے۔ تو امریکا کی فکر نہ کریں، ان شاء اللہ اس سے نمٹنے کے لیے بہت سے شیر افغانستان میں موجود ہیں۔ اور ہم بھی اللہ کے فضل و احسان سے ایک ہی وقت میں دونوں طرف اپنے ساتھی بھیجتے ہیں دونوں طرف تشکیلات جاری رہتی ہیں۔ اللہ کا احسان ہے کہ پاکستان میں جہاد کا محاذ کھولنے سے وہاں جہادِ افغانستان میں کوئی قلت یا کمی نہیں آئی، بلکہ اسے مزید تقویت اور مضبوطی ہی ملی ہے۔

سی۔آئی۔اے پر تاریخ کی سب سے بڑی ضرب

اسی بات کو سمیٹتے ہوئے ...... یہ حقیقت واضح رکھنی چاہیے کہ جو مجاہدین اس بات سے نہیں چوکتے کہ اگر ان کا بس چلتا ہے، تو وہ امریکا میں گھس کر بھی امریکا کو مارتے ہیں ......اس کو نشانہ بناتے ہیں، اگر امریکا خود یہاں چل کر آ جائے، تو کیا آپ کے خیال میں وہ یہاں اس کے قیام کو تقویت بخشنے والا کوئی قدم اٹھائیں گے؟ ظاہری بات ہے کہ وہ جو بھی حکمتِ عملی ترتیب دیتے ہیں، وہ اسی انداز سے ہوتی ہے کہ اس سے امریکا کے مفادات پر زد پڑے اور آج کے کفر کے اس سربراہ کو زیادہ سے زیادہ کمزور کیا جائے۔ اسی تسلسل میں ہم دیکھتے ہیں کہ مجاہدین نے پاکستان پر اپنی ترکیز رکھنے کے باوجود امریکا کو ہدف بنانا نہیں چھوڑا۔ اس کی سب سے بیّن مثال ابھی حال ہی میں خوست میں CIA ''سی۔آئی۔اے'' کے اہلکاروں پر ہونے والا فدائی حملہ

ہے۔ یہ حملہ اللہ کے احسان سے ''سی۔آئی۔اے'' پر تاریخ کی سب سے بڑی ضربوں میں سے ایک ضرب ہے۔ اس بات کا اعتراف خود امریکا نے بھی کیا ہے کہ پچھلے آٹھ سال کے اندر ''سی۔آئی۔اے'' کو اتنی بڑی ضرب نہیں لگی، کہ جس میں ان کے کئی شعبوں کے ذمہ دار بھی نشانہ بنے ہیں۔

کیا پاکستان اور افغانستان کی جنگ شرعاً فرق ھے؟

السّحاب: یہیں سے ایک اور سوال جنم لے سکتا ہے کہ کیا افغانستان اور پاکستان میں جنگ اس اعتبار سے فرق نہیں کہ افغانستان پر تو ایک کافر ملک نے حملہ کیا ہوا ہے...... قبضہ کیا ہوا ہے، اور وہاں اس کے خلاف جہاد ہو رہا ہے، جب کہ یہاں تو ایک مسلمان ملک میں خروج بر پا کیا جا رہا ہے جس کا بہت سوں کو یہاں جواز نظر نہیں آتا؟

استاد احمد: دیکھیں ایک تو یہ بات ......کہ اتنا کچھ ہو جانے کے بعد بھی ابھی تک جو اس وقت پاکستان کو آزاد ملک سمجھتا ہو، اور ابھی تک افغانستان اور پاکستان کی حیثیت میں فرق رکھتا ہو تو اس کی تو عقل پر ماتم کرنا چاہیے۔

امیر المومنین ملا محمد عمر حفظہ اللہ اور پاکستان کے مرتد حکمرانوں میں فرق

حقیقت یہ ہے کہ فرق صرف اتنا ہے کہ افغانستان میں ایک اسلامی امارت قائم تھی، ایک باغیرت قوم وہاں بستی تھی اور اس کی امارت بھی ایک ایسے ہی شخص کے ہاتھ میں تھی جو خود غیرت کے پیکر ہیں ......تو وہاں قبضہ کرنے کیلئے باقاعدہ حملہ اور جنگ کرنی پڑی۔ اس کے برعکس پاکستان میں معاملہ بالکل ہی دوسری طرح رہا کہ یہاں قبضہ کرنے کے لیے کسی جنگ کرنے کی کوئی ضرورت نہیں پڑی۔ وہ آئے ...... بلکہ آنے کی بھی ضرورت نہیں پڑی ......انہوں نے فون کیا، اور ہتھیار ڈالنے کے لئے وہ فون ہی کافی تھا۔ اور اس کے بعد سے آہستہ آہستہ آٹھ سالوں میں وہ اپنی موجودگی بڑھاتے اور پھیلاتے چلے گئے۔

پاکستان پر امریکی فوجوں کا غیر اعلانیہ قبضہ

پاکستان کے ذرائع ابلاغ تو ان خبروں سے بھرے ہوئے ہیں کہ امریکی سفارت خانے کو توسیع دی جا رہی ہے۔ اور امریکا کے وہ فوجی جو پہلے یہاں کسی نہ کسی تعداد میں خفیہ طور پر موجود تھے، اب انہوں نے دھڑا دھڑ یہاں آنا شروع کر دیا ہے، اس لئے کہ پہلے سے موجود تعداد اپنا تسلط جمانے کے لیے ناکافی ثابت ہو رہی ہے۔ اب تو حکومت کے زیرِ اثر چلنے والے اور اسی کا راگ الاپنے والے ذرائع ابلاغ خود یہ بات کہہ رہے ہیں کہ ان امریکیوں کو ہوائی اڈوں پر کسی قسم کی تلاشی کا سامنا نہیں ہے، ان کے سامان نہیں دیکھے جاتے۔ بلکہ اب تو بات بڑھتے بڑھتے روایتی فوج سے آگے نکل گئی ہے۔ وہ خفیہ فوجیں کہ جن کا ہم نے پہلے صرف نام ہی سُنا تھا، خواہ ''بلیک واٹر'' ہو یا ایسے ہی دیگر ادارے، وہ بھی تیزی کے ساتھ پاکستان میں اپنی جگہ بنا رہے ہیں۔

ہالبروک ......''امریکی مقبوضہ پاکستان'' کا اصل حاکم

ہالبروک کا زیادہ وقت پاکستان میں گزرتا ہے، کم وقت امریکا میں گزرتا ہے۔ جس سے یہ بات واضح ہے کہ وہ اس خطے کو کیا حیثیت دیتے ہیں۔ جب بھی یہاں کوئی سیاسی جھگڑا کھڑا ہوتا ہے، جب بھی مسلم لیگ اور پیپلز پارٹی کے درمیان کوئی جھگڑا ہو جائے، جب چیف جسٹس کا کوئی مسئلہ کھڑا ہو جائے، جب فوج اور سیاسی قیادت کے درمیان کوئی جھگڑا آ جائے، تو سب سے پہلے ہالبروک یہاں آتا ہے، اس کے بعد امریکی فوج کے قائدین اور برطانوی فوج کے قائدین یہاں آتے ہیں۔ تو یہاں صلح کرانے کے لیے وہ کیوں آتے ہیں......؟ اس لیے کہ وہی یہاں کے اصل حاکم ہیں۔ اور ابھی ہالبروک بھارت کے دورے میں گیا تو وہاں اس نے کہا کہ ''میں چند دن پہلے سوات کے دورے پر تھا''۔ اور یہ بات بھی مخفی نہیں کہ اس سے پہلے یہ مختلف قبائلی علاقہ جات کا دورہ بھی کر چکا ہے۔ وہ کس حیثیت میں یہ سب دورے کر رہا ہے......؟ اس سے پہلے ہیلری کلنٹن نے بادشاہی مسجد سے لے کر سرحد کے مختلف علاقوں تک......کون سی جگہ ہے جو چھوڑی ہو......

جہاں کا دورہ اس نے نہ کیا ہو؟

پس یہ بات تو اب ہر شخص پر عیاں ہو جانی چاہیے کہ پاکستان اب امریکا کی ترپنویں (۵۳ ویں) ریاست ہے۔ پاکستان 'امریکی مقبوضہ پاکستان' ہے۔فکر تو اس کو آزاد کرانے کی ہونی چاہیے۔

پاکستان میں دفاعی جہاد فرضِ عین ہے

یہاں پاکستان میں جو قتال ہو رہا ہے، اگر اِس کو گزشتہ بحث کی روشنی میں دیکھا جائے تو اُس کو خروج کا نام دینا مناسب نہیں ہے، یہ تو جہاد ہی ہے۔ جس طرح ہم افغانستان میں امریکا اور امریکا کے ساتھ جو بھی فوج کھڑی ہو......چاہے وہ افغان ملّی فوج ہو یا دیگر مختلف قبائلی سردار ہوں جو ان کا ساتھ دیتے ہوں ......ان کے خلاف برسرِ پیکار ہیں اسی طرح ہم پاکستان میں بھی امریکا کے خلاف اور امریکا کا ساتھ دینے والی پاکستانی فوج کے خلاف برسرِ پیکار ہیں۔ وہ بھی جہاد ہے اور یہ بھی جہاد! وہ بھی فرض عین ہے اور یہ بھی فرض عین! دونوں میں اس اعتبار سے کوئی تفریق رکھنا درست نہیں ہوگا۔

یہ طریقہ صحیح نہیں ہے کہ خروج کی بحث اس نیت سے کھولی جائے کہ پھر اس کی بہت سی شرائط ذکر کی جائیں گی اور پھر ان کو ایک بہانا اور آڑ بنایا جائے گا......کہ شاید یہاں خروج کی یہ شرائط پوری نہیں ہوتیں۔ اور پھر یہ ساری بحث اس انداز میں کی جائے کہ گویا ہم اُموی یا عباسی خلافت کے کسی دور میں بیٹھے ہیں اور شرعی نظام کے سارے شعبے موجود ہیں، اور بحث صرف اس دائرے میں ہو رہی ہے کہ محض حاکم ہی فاسق، ظالم یا کافر ہے اور اس کے خلاف خروج جائز ہے یا ناجائز؟ ہم تو ایسی کیفیت میں نہیں ہیں۔ یہ تو ایک مقبوضہ ملک ہے جس کو بازیاب کرانے کی فکر کیجیے۔ اب اس بحث کو چھوڑ دینے کا وقت ہے کہ یہاں پر خروج درست ہوگا یا نہیں۔

مجاہدین اقدامی نہیں ......دفاعی جہاد کر رہے ہیں

دوسرا اسی کا ایک اور پہلو یہ ہے کہ ہم جو کچھ اس وقت کر رہے ہیں، یہ ایک دفاعی جہاد کا حصہ ہے۔ ایسا نہیں ہے کہ ہم نے اقدام کیا ہے۔ گزشتہ آٹھ سالوں میں جو کچھ ہوا ہے اس میں اقدام

دشمن کی طرف سے ہوا ہے......اقدام امریکا اور پاکستانی فوج کی طرف سے ہوا ہے۔ افغانستان میں امارتِ اسلامیہ قائم تھی، پاکستانی فوج نے امریکا کے ساتھ مل کر امارتِ اسلامیہ کو گرایا ہے، ہم اس کے دفاع میں یہ جنگ کر رہے ہیں۔ امریکا نے افغانستان پر حملہ کیا ہے، پاکستانی فوج نے اس میں معاونت کی ہے، دونوں جنگ کے اندر شریک تھے......پہلا قدم ان کی طرف سے اٹھا ہے۔ امریکا نے مطالبہ کیا کہ بندے گرفتار کر کے دیئے جائیں پاکستان نے گرفتار کر کے امریکا کے حوالے کیے ہیں......اقدام ان کی طرف سے ہوا ہے۔ مجاہدین کے اہل خانہ کو......چاہے وہ عرب ہوں یا دیگر غیر ملکی مجاہدین......پاکستان میں در بدر ہونا پڑا ہے......پاکستانی فوج اور پاکستانی ایجنسیوں کی وجہ سے ہونا پڑا۔ اور اسی طرح جب پاکستان اور افغانستان سے مجاہدین سمٹ کر قبائل میں جمع ہوئے تو وہاں سات آٹھ سال سے ابھی تک جو آپریشن در آپریشن کا سلسلہ جاری ہے......تو یہ پاکستانی فوج کے ہی کارنامے ہیں اور یہ سارے اقدامات اسی کی طرف سے ہوئے ہیں۔ مجاہدین آج لاہور میں جا کر کارروائی کریں، یا کراچی اور پنڈی میں کریں......وہ جہاں بھی فوج کو نشانہ بناتے ہیں، اپنے دفاع میں بنا رہے ہیں۔ وہ سات آٹھ سال کے صبر کے بعد پہلی مرتبہ اپنے دفاع میں ہاتھ اٹھا رہے ہیں۔

شریعت دفاع کا حکم دیتی ہے

ہم نے جو شریعت پڑھی ہے اور جس دین سے ہم واقف ہیں اس دین میں تو دفاع کرنے کی ممانعت ہم نے کہیں نہیں پائی۔ بلکہ احادیث تو اس کے فضائل گنواتی ہیں۔ اور رسول اللہ ﷺ سے مختلف روایات ہیں جس میں یہ ٹکڑے مختلف انداز میں مذکور ہیں کہ :

''مَن قتل دون مالہ فھو شھید......''

''جو اپنے مال کے دفاع میں مارا گیا، وہ شہید ہے''۔

ایک اور جگہ آتا ہے :

''من قتل دون دمہ فھو شھید......''

''جو اپنی جان کے دفاع میں مارا گیا، وہ شہید ہے''۔

''من قتل دون عرضہ فہو شہید ......''

''جو اپنی عزت کے دفاع میں مارا گیا، وہ شہید ہے''۔

ایک جگہ آتا ہے :

''من قتل دون أہلہ فہو شہید ......''

''جو اپنے اہل وعیال کے دفاع میں مارا گیا وہ شہید ہے''۔

ہم اپنی اس جنگ میں ان سارے ابواب سے داخل ہو سکتے ہیں۔ ہم امت کے اموال ان چوروں لٹیروں سے بازیاب کروانے کے لیے جہاد کر رہے ہیں۔ وہ ہزاروں مجاہدین کہ جن کی عزتوں اور جانوں پر انہوں نے ہاتھ ڈالا ہے، ان کو بازیاب کروانے کے لیے ہم جہاد کر رہے ہیں۔ اور وہ پے در پے حملے، جن کے نتیجے میں لاکھوں لوگ گھروں سے بے گھر ہونے پر مجبور ہوئے ہیں ......ان کے خلاف اپنا دفاع کرنے کی خاطر ہم جہاد کر رہے ہیں۔ وہ بہنیں جو جیلوں میں قید ہیں اور جن کے اوپر ان کے ہاتھ پڑتے ہیں، اور وہ بہنیں جن کو جامعہ حفصہؓ میں نشانہ بنایا گیا ......اور ان میں سے بہت سی آج تک قید خانوں میں ہیں یا لاپتہ ہیں ......ان سب کے دفاع کی خاطر ہم یہ جہاد کر رہے ہیں۔ یہ تو ہر اعتبار سے ایک دفاعی جہاد ہے، جس سے نہ تو شریعت روکتی ہے اور نہ ہی منع کرتی ہے، بلکہ اس کا وجوب بیان کرتی ہے۔

فقہ کی کتب کی طرف رجوع کر کے دیکھ لیجئے ......کہ اگر خالص شرعی نظام موجود ہو...... اور اس شرعی نظام کے اندر بھی حاکم ایسے مظالم کا مرتکب ہو، اور مسلمانوں کے جان و مال پر ناحق ہاتھ ڈالے، تو کیا اس کے خلاف قتال جائز ہے یا ناجائز......؟ علامہ ابن عابدینؒ، علامہ ابن ہمامؒ اور دیگر علماء نے جو کچھ لکھا ہے، اسے اٹھا کر دیکھنے کی ضرورت ہے۔

پاکستان میں خروج کا شرعی حکم ؟

السّحاب: کیا آپ کی بات سے یہ سمجھا جائے کہ پاکستان میں جاری جنگ کو خروج نہیں کہا

جائے گا؟

استاد احمد: نہیں، میری بات سے یہ مقصود نہیں تھا۔ بلکہ جو حضرات خروج کی شرائط سامنے لاکر اس کی آڑ میں پاکستان میں جہاد کا ردّ کرتے ہیں یا اپنے آپ کو اس سے دور کرنے کی کوشش کرتے ہیں اور فرضیت سے اپنی جان چھڑانے کی کوشش کرتے ہیں ......ان پر بات واضح کرنا مقصود تھا۔

مقصود یہ تھا کہ اگر ایک لمحے کے لیے اگر خروج کی اس ساری بحث کو ایک طرف بھی رکھ دیں، تب بھی اس جہاد کا جواز شریعت کے دیگر ابواب اور دیگر دلائل سے ثابت کیا جا سکتا ہے۔ اوّل، اس اعتبار سے کہ یہ ایک کافرِ اصلی کے خلاف جہاد ہے۔ دوم، اس اعتبار سے کہ یہ دفاعی جہاد ہے۔ سوم، اس اعتبار سے کہ یہ کافروں کے معاونین کے خلاف جہاد ہے ......ان میں سے کوئی چیز بھی خروج نہیں کہلاتی ہے۔

یہ علیحدہ بات ہے کہ آیئے ......فقہا خروج کی جو اصطلاح استعمال کرتے ہیں، اس باب سے بھی اِس جنگ کا جائزہ لے لیں۔ وہ تمام شرائط جو فقہائے کرام نے ذکر کی ہیں، وہ ساری کی ساری یہاں پوری ہوتی نظر آتی ہیں۔

مرتد حاکم کو معزول کرنا واجب ہے

اِس پر تو تمام اہلِ علم کا اتفاق ہے کہ مسلمانوں کے علاقے میں اگر کافر حاکم بن جائے ......تو وہ حاکم، شرعاً حاکم نہیں ہوتا ہے۔ وہ ہمارے لیے واجب الاطاعت نہیں ہوتا، اس کی اطاعت لازم نہیں ہوتی۔ اس کو ہٹانا اور مسلمان حاکم کو نصب کرنا واجب ہو جاتا ہے۔

مثال کے طور پر آپ قرآن میں دیکھئے کہ اللہ سبحانہٗ وتعالیٰ فرماتے ہیں :

﴿وَلَن يَجْعَلَ اللَّهُ لِلْكَافِرِينَ عَلَى الْمُؤْمِنِينَ سَبِيلًا﴾ (النساء ۱۴۱)

’’اللہ تعالیٰ کافروں کو مومنوں پر غلبے کی کوئی راہ ہرگز نہیں دیں گے‘‘۔

امام ابنِ کثیرؒ اس آیت کے ذیل میں فرماتے ہیں کہ یہاں ’’لن یجعل‘‘، ’’لاتجعل‘‘ کے معنوں میں ہے، یعنی کافروں کو مسلمانوں پر غلبے کی کوئی راہ ’’مت دو‘‘۔ کفار کو مسلمانوں پر غالب

نہ آنے دو۔

محض ایک مسلمان عورت پر بھی کافر کا غلبہ قابلِ برداشت نہیں

امام ابن کثیرؒ اور دیگر علماء نے اس آیت کی جو عملی تطبیق لکھی ہے، وہ یہ ہے کہ شریعت اس بات کو بھی گوارا نہیں کرتی ہے کہ ایک مسلمان عورت کسی کافر مرد کے نکاح میں چلی جائے۔ کیوں؟ کیونکہ نکاح میں جانے کے بعد، مرد ہونے کی حیثیت سے وہ کافر اس پر قوّام ہوگا۔ اس کو ایک طرح سے اس عورت پر ''سبیل'' یعنی غلبہ حاصل ہو جائے گا۔ تو شریعت نے جہاں ایک مسلمان عورت پر کافر کا غلبہ برداشت نہیں کیا، تو کیا یہ شریعت یہ قبول کرلے گی کہ مسلمانوں کی لاکھوں کروڑوں کی آبادی کے اوپر کفار اور مرتدین غالب و حاکم ہوں اور ان کی اس حاکمیت کو تسلیم یا برداشت کیا جائے ......؟ ہماری شریعت تو اس چیز کی اجازت نہیں دیتی۔

الاِ سلام یعلو و لا یعلی

اسی طرح احادیث میں آتا ہے کہ فتحِ مکہ کے موقع پر جب ابھی رسولِ اکرم ا مکہ میں داخل نہیں ہوئے تھے ...... باہر ہی موجود تھے، ایک صحابی ص، حضرت عائذ بن عمرو ص اور ابوسفیان ص (جو ابھی تک مسلمان نہیں ہوئے تھے) کو لے کر آپ ا کی خدمت میں حاضر ہوئے۔ حضرت ابوسفیان قریش کے سرداروں میں سے تھے اور اس وقت تک مسلمان نہیں ہوئے تھے اور حضرت عائذ بن عمرو ص ایک عام صحابی تھے لیکن مسلمان ہو چکے تھے۔ وہ صحابی ص ان دونوں کا تعارف کرواتے ہوئے کہتے ہیں کہ :

''ھذا اأبوسفیان و عائذ بن عمروٗ''۔

''یہ ابوسفیان ہیں اور یہ عائذ بن عمرو ہیں''۔

اس بات پر غور کرنے کی ضرورت ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم اپنے صحابہث کی کیسی تربیت فرماتے ہیں اور کس طرح ان کو دین کے معاملہ میں غیرت اور اسلام کے عالی اور غالب ہونے کا درس دیتے ہیں۔ آپ ا فرماتے ہیں، یوں نہیں بلکہ یوں کہو کہ :

''ھذا عائذ بن عمرو و أبو سفیان''۔

''یہ عائذ بن عمرو اور ابوسفیان ہیں''۔

یعنی پہلے مسلمان کا نام لو، پھر کافر کا نام۔ پھر فرماتے ہیں :

''الإسلام یعلو و لا یعلی''۔

''اسلام غالب ہوتا ہے اور اسلام پر کوئی چیز غالب نہیں ہوتی''۔

تو جو دین کافر کا محض نام بھی پہلے آنا گوارا نہیں کرتا ہے، بھلا وہ یہ کیسے قبول کرلے گا کہ کافر مسلمانوں پر حاکم ہو، وہ جیسے چاہے مسلمانوں کے امور میں تصرف کرے......؟ ویسے بھی، شریعت میں یہ کوئی مخفی امر نہیں کہ کافر مسلمانوں کا حاکم نہیں ہوسکتا۔

آج بھی ہم کسی فاسق حاکم کے خلاف قتال نہیں کررہے، ہم مرتدین کے خلاف قتال کررہے ہیں ......ایسے حکام کے خلاف، جو متعدد ابواب سے کفر میں داخل ہو چکے ہیں۔

فقہاء کے اقوال

اسی طرح فقہا کے اقوال کی طرف آئیں تو علامہ نوویؒ، قاضی عیاضؒ کا یہ قول نقل کرتے ہیں :

''أجمع العلماء علی أنّ الإمامۃ لا تنعقد لکافر''۔

''اس بات پر علماء کا اجماع ہے امامت کسی کافر کے لیے منعقد نہیں ہوتی''۔

یعنی عملاً اگر کوئی کافر غالب آ بھی جائے، مسلمانوں پر بزور حاکم بن بھی جائے تب بھی شرعاً عقدِ امامت نہیں منعقد ہوگا، اور شرعاً وہ حاکم نہیں قرار پائے گا، نہ ہی اس کی اطاعت کی جائے گی۔ بلکہ اگلی بات آپ فرماتے ہیں :

''وعلی أنّہ لو طرأ علیہ الکفر انعزل''۔

''اس بات پر بھی اجماع ہے کہ اگر حاکم ہو تو مسلمان، لیکن حاکم بننے کے بعد کسی موقع پر کفر کا مرتکب ہو جائے تو...... انعزل ......یعنی خود بخود معزول

ٹھہرے گا۔‘‘

معزول کرنے کا حکم تو بعد میں ہے، پہلی بات تو یہ ہے کہ شرعاً وہ ساقط الاعتبار ہوگا۔ شرعاً اس کی حاکمیت، اس کی سلطنت باقی نہیں بچے گی، اس کی اطاعت نہیں کی جائے گی۔ اس لیے آپ آگے فرماتے ہیں۔

’’سقطت طاعتہ ووجب علی المسلمین القیام علیہ و خلعہ ونصب إمام عادل‘‘۔

’’اس کی اطاعت ساقط ہو جائے گی اور مسلمانوں پر واجب ہو جائے گا کہ اس کے خلاف اٹھیں، اس کو ہٹائیں اور اس کی جگہ ایک عادل امام کو نصب کریں‘‘۔

تو یہ ایک شرعی فریضہ ہے کہ اگر حاکم کفر اور ارتداد کا مرتکب ہوتا ہے تو اس کو ہٹانا واجب ہے۔ مسلمانوں پر واجب ہے کہ اس کے خلاف اٹھ کھڑے ہوں۔ یہی بات ہے جو ملّا علی قاریؒ بھی مشکوٰۃ کی شرح میں لکھتے ہیں، اور آپؒ فرماتے ہیں :

’’واجمعوا علی أن الإمامۃ لا تنعقد لکافر ولو طرأ علیہ الکفر انعزل وکذا لو ترک إقامۃ الصلوات والدعاء إلیہا وکذا البدعۃ‘‘۔

’’اس بات پر علماء کا اجماع ہے کہ امامت کسی کافر حاکم کے لیے منعقد نہیں ہوتی (کافر حاکم نہیں بن سکتا)۔ اور اگر اس (مسلمان حاکم) کے اوپر کفر طاری ہو جائے (وہ کفر کا مرتکب ہو جائے)، تو وہ معزول ٹھہرے گا۔ اسی طرح اگر وہ نماز کو قائم کرنے کا فریضہ چھوڑ دے (اقامتِ صلوٰۃ کے فریضے سے غافل ہو جائے) اور دوسروں کو اس کی طرف بلانا چھوڑ دے اور اسی طرح وہ بدعتوں کو رواج دینا شروع کر دے ......تو...... (اس کی امامت ساقط ٹھہرتی ہے، اور اس کو ہٹایا جائے گا)‘‘۔

لہٰذا یہ کوئی مختلف فیہ مسئلہ نہیں ہے۔ یہ ایک ثابت شدہ شرعی حکم ہے کہ اگر حاکم کافر یا دین سے خارج ہو جائے گا ......تو اس کے خلاف خروج واجب ہوگا۔

امام ابو حنیفہ رحمہ اللہ نے تو فاسق حکمران کے خلاف بھی جہاد کیا

بالخصوص علمائے احناف کے ہاں تو یہ مسئلہ اس بھی زیادہ واضح ہے۔ اسی لیے امام جصّاصؒ احکام القرآن میں لکھتے ہیں :

''وكان مذهبه مشهورا في قتال الظلمة وأئمّة الجور''.

''ان(امام ابوحنیفہؒ) کا مذہب ظالموں اور جابر حکمرانوں کے خلاف قتال کے معاملے میں مشہور تھا''۔

یہاں کافروں کی بات نہیں ہو رہی ہے، ظالم اور جابر حکمرانوں کے خلاف قتال کی بات ہو رہی ہے۔

''ولذلك قال الأوزاعي :احتملنا أبا حنيفة على كلّ شيء حتّى جاء نا بالسّيف، يعني قتال الظلمة، فلم نحتمله''۔

''اسی لئے امام اوزاعی رحمہ اللہ نے فرمایا :ہم نے ابوحنیفہ(رحمہ اللہ) کو ہر چیز میں برداشت کیا......(یعنی ان کا ہر فتویٰ برداشت کیا) یہاں تک کہ وہ تلوار لے کر آ گئے، یعنی وہ ظالم بادشاہوں کے خلاف قتال کا فتویٰ لے کر آ گئے،تو ہم آپؒ کا یہ فتویٰ برداشت نہیں کر سکے''۔

پس امام صاحبؒ نے عملاً اس قتال کی بھرپور معاونت کی۔ یہ سارے اقوال بھی کتب میں موجود ہیں کہ :

''حمله المال إليه وفتياه الناس سرّا في وجوب نصرته والقتال معه''۔

یعنی امام صاحبؒ خروج کرنے والوں کی نصرت کرنے کے لیے مال بھیجا کرتے تھے اور ان کے حق میں خفیہ طور پر فتویٰ دیا کرتے تھے۔

کیا آج کے مرتد حکمران دورِ سلف کے فاسق حکمرانوں سے بھی بہتر ہیں؟

یہ بھی ذہن میں تازہ کر لیں کہ مقابلہ کس کے ساتھ تھا......؟ مقابلہ ایک ایسے حاکم کے ساتھ تھا کہ جو ایک شرعی نظام کے اندر بیٹھا ہوا تھا، عدالتوں کے اندر شریعت کے مطابق فیصلے ہو

رہے تھے، جہاد جاری تھا، مسلمانوں کی فوجیں موجود تھیں، کفر کہیں بھی غالب نہیں تھا، بحیثیت مجموعی دین قائم تھا، مدارس کام کررہے تھے، مساجد کام کررہی تھیں، اسلام ہی کا غلبہ شمار ہوتا تھا۔ لیکن بعض امور کے اندر خلیفہ نے خلافِ شرع امور کا ارتکاب کیا، فسق کا مرتکب ہوا۔ ایسے حاکم کے خلاف بھی امام صاحبؒ نے قتال کرنے والوں کی نصرت اور معاونت کی۔ گُجا یہ کہ پرویز مشرف، زرداری، کیانی اور ان جیسے رذیل لوگ ہمارے اوپر حاکم ہوں اور اس کے بعد ہم ابھی تک اس بحث میں ہوں کہ خروج واجب ہوا، یا خروج واجب نہیں ہوا۔ اس اعتبار سے شک میں مبتلا ہونا، علمی اعتبار سے بالکل ہی بے دلیل بات ہے۔

پاکستان کی افواج اور حکومت کے ارتداد کے اسباب

پہلا سبب :کفر و اسلام کی جنگ میں کفار کی مدد

السّحاب: پاکستان کی سیاسی اور فوجی قیادت کو مرتد و کافر کن شرعی بنیادوں پر کہا جاسکتا ہے؟

استاد احمد: اگر انفرادی اعتبار سے بات کی جائے تو دین سے خارج کرنے والے بعض اقوال و افعال اور اعمال و عقائد ایسے ہیں جو ہوسکتا ہے کسی ایک حاکم کے اندر ہی پائے جائیں، اور حاکم سے حاکم میں فرق ہوں۔ لیکن بعض دین سے خارج کرنے والے اعمال ایسے ہیں جو پاکستان کی قیادت پر فائز تقریباً تمام لوگوں میں ہی نظر آتے ہیں ۔ چاہے وہ سیاسی قیادت ہو، یا فوجی قیادت ......ابھی کی قیادت ہو، اس سے پچھلی قیادت ہو یا اس سے بھی پچھلی قیادت۔

کفر و اسلام کی جنگ میں کفار کی مدد

ان میں سے بھی جو سب سے واضح اور نمایاں سبب ہے، جس کی وجہ سے ہم یہ عقیدہ رکھتے ہیں کہ یہ فوج اور حکمران دین سے خارج ہو چکے ہیں اور صریح کفر کے...... کفرِ بواح کے مرتکب ہیں ......تو وہ یہ ہے کہ انہوں نے کفر و اسلام کی جنگ میں کفر کا ساتھ دیا ہے۔ اور اس بات

پر تمام اہلِ علم کا اتفاق ہے کہ کفر و اسلام کی جنگ میں کفار کی معاونت کرنا......ان کا ساتھ دینا، یہ اتنا خطرناک فعل ہے کہ جس کے بعد ایمان باقی نہیں بچتا اور انسان دین سے خارج ہو جاتا ہے۔

کفار سے دوستی کا حکم......قرآن کی روشنی میں

اس موضوع کو واضح کرنے کے لیے قرآن کی بے تحاشا آیتیں اور اہلِ علم کی مستقل تصنیفات ہیں۔ قرآن کی سورتوں کو اگر دیکھیں، تو سورۃ المُمتحنۃ کی مثال نظر آتی ہے جس کا پورا موضوع ہی یہی ہے۔ سورۃ آلِ عمران کی بہت سی آیات اس موضوع پر ہیں۔ اسی طرح سورۃ المائدۃ میں کئی آیات ہیں۔ اس کے علاوہ سورۃ المنافقون میں بھی اس پر بحث ہے۔ مختلف سورتوں میں اس سارے موضوع کو زیرِ بحث لایا گیا ہے۔

لیکن دو تین آیات ایسی ہیں کہ جن پر ہر مسلمان کو تفاسیر کی طرف رجوع کر کے غور کرنا چاہیے اور اسے یہ دیکھنا چاہے کہ اللہ سبحانہٗ تعالیٰ یہاں کیا بات فرما رہے ہیں۔ اور پھر نہ صرف خود اس فعل اور اس قول سے بچنا چاہیے، بلکہ اپنے معاشرے میں بھی اس مسئلے کی خطرناکی کا شعور عام کرنے کوشش کرنی چاہیے۔ تو اس میں سے پہلی آیت سورۃ آلِ عمران کی آیت مبارکہ ہے کہ جہاں اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں:

﴿لَا یَتَّخِذِ الْمُؤْمِنُوْنَ الْکٰفِرِیْنَ اَوْلِیَآءَ مِنْ دُوْنِ الْمُؤْمِنِیْنَ وَمَنْ یَّفْعَلْ ذٰلِکَ فَلَیْسَ مِنَ اللّٰہِ فِیْ شَیْءٍ اِلَّآ اَنْ تَتَّقُوْا مِنْھُمْ تُقٰۃً وَیُحَذِّرُکُمُ اللّٰہُ نَفْسَہٗ وَاِلَی اللّٰہِ الْمَصِیْرُ o﴾ (آلِ عمران: ۲۸)

یعنی ''مومن مومنوں کو چھوڑ کر کافروں کو اپنا دوست نہیں بناتا'' یا ''مومن مومنوں کے مقابلے میں کافروں کو اپنا دوست نہیں بناتا''

''وَمَنْ یَّفْعَلْ ذٰلِکَ''۔

''اور جو کوئی بھی ایسا کرے''۔

''فَلَیْسَ مِنَ اللّٰہِ فِیْ شَیْءٍ''۔

''تو اس کا اللہ سے کوئی تعلق نہیں''۔

اس آیتِ مبارکہ کی تشریح میں امام طبریؒ لکھتے ہیں :

''يعني بذلك''۔

''اللہ تعالیٰ کے اس فرمان سے مراد ہے......''

''فقد بريء من الله''۔

......کہ جس شخص نے مسلمانوں کے مقابلے میں کفار کا ساتھ دیا،

''وہ اللہ سے بری ہو گیا''۔

''و بريء الله منه''۔

''اور اللہ اس سے بری ہو گیا''۔

''بارتداده عن دينه''۔

کیوں ......؟

''کیونکہ یہ اس فعل کی وجہ سے دین سے مرتد ہو گیا''۔

''ودخوله في الكفر''۔

''اور کفر میں داخل ہو گیا''۔

اسی طرح اسی آیت کے ذیل میں دیگر فقہاء اور مفسرین کے اقوال کو بھی دیکھیں، تو انہوں نے تصریح کی ہے کہ یہ ایسا عمل ہے جو دین سے خارج کر دیتا ہے۔

کافروں کا دوست ......انہی جیسا کافر

دوسری سورۃ المائدۃ کی ایک آیتِ مبارکہ ہے :

﴿يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا لَا تَتَّخِذُوا الْيَهُودَ وَالنَّصَارَىٰ أَوْلِيَاءَ بَعْضُهُمْ أَوْلِيَاءُ بَعْضٍ
وَمَن يَتَوَلَّهُم مِّنكُمْ فَإِنَّهُ مِنْهُمْ إِنَّ اللَّهَ لَا يَهْدِي الْقَوْمَ الظَّالِمِينَ ۝﴾

(المائدة ۵۱)

''اے ایمان والو! یہود و نصاریٰ کو اپنا ساتھی اور دوست نہ بناؤ۔''
''بَعۡضُهُمۡ اَوۡلِيَآءُ بَعۡضٍ''۔
''یہ آپس میں ایک دوسرے کے ساتھی ہیں''۔
''وَمَنۡ يَّتَوَلَّهُمۡ مِّنۡكُمۡ فَاِنَّهٗ مِنۡهُمۡ''۔
''تم میں جو کوئی ان کو اپنا دوست بنائے گا، اپنا ساتھی بنائے گا، وہ انہی میں سے ہے''۔

تو ذرا تفاسیر کھولئے اور دیکھئے کہ ''انہی میں سے ہے'' سے علماء نے کیا مراد لیا ہے۔ رئیس المفسرین حضرت عبداللہ بن عباسؓ فرماتے ہیں کہ اس سے مراد ہے :

''هو مشرك مثلهم''۔
''وہ انہیں کی طرح کا مشرک ہے''۔

امام جصاصؒ اس کی ذیل میں لکھتے ہیں کہ :

''كافر مثلهم''۔
''(وہ) اُنہی کی طرح کافر ہے''۔

امام مظہریؒ لکھتے ہیں کہ :

''أي :كافر منافق''۔
''وہ کافر اور منافق ہے''۔

دیگر مفسرین کے اقوال بھی دیکھیں تو اسی طرح بالکل واضح تصریح کی گئی ہے۔ شاید کم ہی مقامات ہیں کہ جہاں کسی قول یا کسی فعل پر مفسرین نے اتنی صراحت سے کفر کی بات یا تصریح کی ہے۔

کفار کو اپنی جزوی اطاعت کا یقین دلانا بھی ارتداد ہے

تیسری آیتِ مبارکہ، سورۃ محمد کی ہے......کہ جہاں اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں :

﴿اِنَّ الَّذِيۡنَ ارۡتَدُّوۡا عَلٰٓى اَدۡبَارِهِمۡ مِّنۡۢ بَعۡدِ مَا تَبَيَّنَ لَهُمُ الۡهُدَى الشَّيۡطٰنُ سَوَّلَ

لَهُمْ وَ اَمْلٰی لَهُمْ ۝ ذٰلِكَ بِاَنَّهُمْ قَالُوْا لِلَّذِيْنَ كَرِهُوْا مَا نَزَّلَ اللّٰهُ سَنُطِيْعُكُمْ فِيْ بَعْضِ الْاَمْرِ وَ اللّٰهُ يَعْلَمُ اِسْرَارَهُمْ ۝﴾ (سورۃ محمد :۲۵،۲۶)

سورۃ محمد کی یہ آیت مبارکہ بھی عجیب آیت ہے۔ یعنی اس کے ہر ہر حصے پر غور کرنے کی ضرورت ہے اور ایک دفعہ پھر تفاسیر کی طرف لوٹ کر دیکھنے کی ضرورت ہے کہ سلف کے مفسرین نے کیا لکھا ہے۔ اللہ فرماتے ہیں :

''اِنَّ الَّذِيْنَ ارْتَدُّوْا عَلٰی اَدْبَارِهِمْ''۔

''بے شک وہ لوگ جو اپنے دین سے پھر گئے'' یا ''جو اپنی پیٹھ کے بل پھر گئے''۔

یہاں پر ''اِنَّ الَّذِيْنَ ارْتَدُّوْا'' سے کیا واقعتاً ارتداد مراد لیا جا رہا ہے......؟ آپ جو بھی تفسیر اُٹھائیں گے، آپ کو یہی اقوال ملیں گے، جیسے کہ علامہ آلوسیؒ لکھتے ہیں کہ :

''أي رجعوا إلى ما كانوا عليه من الكفر''۔

بعض مفسرین نے لکھا ہے :

''أي رجعوا كفّارا''۔

''وہ لوٹ گئے اور کافر ہو گئے (واپس اس کفر کی طرف لوٹ گئے جس میں وہ پہلے تھے)''۔

کس فعل کی وجہ سے وہ کافر ہوئے؟ کس وجہ سے وہ اسلام سے واپس پھرنے کے اور ارتداد کے مرتکب ہوئے ......؟ آگے کی آیتِ مبارکہ بیان کرتی ہے کہ یہ کیوں ہے :

''ذٰلِكَ بِاَنَّهُمْ قَالُوْا''۔

''یہ اس لئے ہے کیونکہ انھوں نے کہا......''

''لِلَّذِيْنَ كَرِهُوْا مَا نَزَّلَ اللّٰهُ''۔

''ان لوگوں سے جن کو اللہ کی نازل کردہ شریعت پسند نہیں تھی......''

''سَنُطِیعُکُم فِی بَعضِ الاَمرِ''۔

''ہم عنقریب بعض باتوں میں تمہاری اطاعت کریں گے''۔

یعنی انتہائی عجیب آیتِ مبارکہ ہے، جس کے ایک ایک لفظ پر ٹھہرنے کی ضرورت ہے۔ انہوں نے ابھی عملاً اطاعت نہیں کی۔ امام طبریؒ نے ان کے کفر کا سبب بیان کرتے ہوئے لکھا ہے :

''ردّتھم کانت بقیلھم''۔

''وہ اپنے اس قول کی سبب سے کافر ہوئے''۔

کیا قول تھا......؟

''سَنُطِیعُکُم فِی بَعضِ الاَمرِ''۔

عملاً معاونت نہیں کی......ابھی صرف یہ کہہ رہے ہیں کہ :

''ہم بعض امور میں تمہاری اطاعت کریں گے۔''

پاکستانی نظامِ حکومت کی طرح ''کُل'' امور میں اطاعت نہیں......بلکہ ''بعض'' امور میں تمہاری اطاعت کریں گے......اور ''سَنُطِیعُکُم'' ......یعنی مستقبل میں ''کریں گے''۔ اس کے باوجود اللہ سبحانہٗ تعالیٰ فرماتے ہیں :

''اِنَّ الَّذِینَ ارتَدُّوا''۔

یعنی یہ وہ لوگ ہیں کہ جو لوٹ کر کفر کی طرف چلے گئے ہیں (ارتداد کے مرتکب ہوئے ہیں)۔

یہ اور ایسی دیگر آیات اس موضوع کو بالکل واضح کر دیتی ہیں۔

کفار کے دوستوں کا حکم......احادیثِ مبارکہ کی روشنی میں

اور اسی طرح احادیث بھی ہیں کہ :

''من کثر سواد قوم فھو منھم''۔

''جس نے کسی قوم کی تعداد میں اضافہ کیا، وہ اُنھی میں سے ہے''۔

دوسری جگہ آتا ہے :

''حشر معھم''۔

''وہ انہی کے ساتھ اُٹھایا جائے گا''۔

پاکستان......کفار کا اہم ترین اتحادی

اس موضوع پر تو بہت کچھ جمع کیا جا سکتا ہے۔ علماء نے بہت کچھ لکھا ہے۔ الغرض، پاکستانی حکومت و افواج کو کافر اور مرتد سمجھنے کا پہلا سبب یہ ہے، جو تنہا ہی ان کو مرتد قرار دینے کے لئے کافی ہے کہ ''انہوں نے کفر و اسلام کی جنگ میں کفر کا ساتھ دیا ہے''۔ اور ساتھ بھی کوئی چھوٹا موٹا نہیں بلکہ باقاعدہ عسکری معاونت کی ہے۔ جنگ میں شرکت کی ہے، گولے برسائے ہیں۔ جنوبی وزیرستان میں بمباریاں کر کر کے شاید اپنے اسلحے کے سارے تجربات مجاہدین اور عامۃ المسلمین پر کئے ہیں۔ مساجد و مدارس کو نشانہ بنایا ہے، پورے پاکستان کے لوگوں کی آنکھوں کے سامنے پاکستان کے دارالحکومت میں ایک مسجد اور مدرسے پر حملہ کر کے وہاں کے طلبہ اور علماء کے خون سے اپنا ہاتھ رنگا ہے۔ اس کے بعد کون سی چیز باقی بچ جاتی ہے؟

کفر و اسلام کی جنگ میں کفار کا ساتھ دینا......

علمائے امت کی نظر میں

السّحاب: چونکہ یہ مسئلہ آج کل ساری امت کو درپیش ہے کہ ان پر ایسے ہی حکمران مسلط ہیں، تو کیا اس موضوع پر علماء کی ......اور خصوصاً اس خطے کے علماء کی کچھ تحریریں موجود ہیں؟

استاد احمد: جی! عالمِ عرب اور اس خطے کے علماء نے بھی اس موضوع پر بات کی ہے۔ اس موضوع کو سمجھنا ہو تو یہ دیکھنے کی ضرورت ہے کہ جن علماء کو عملاً ایسی کسی حالت سے سابقہ پیش آیا انہوں نے ایسی صورتِ حال میں شرعی اعتبار سے کیا حکم لگایا؟ یعنی جب اپنے آپ کو مسلمان کہلانے

والے کسی لشکر نے یوں کفر کا ساتھ دیا ہو......ہمیں اس کی دو تین بڑی واضح مثالیں ملتی ہیں۔

امام ابنِ تیمیہ رحمہ اللہ کا فتویٰ

ایک مثال امام ابنِ تیمیہؒ کے دور کی ہے۔ جب تا تاری لشکر نے اسلام قبول کرنے کے بعد بھی مسلمانوں کا قتلِ عام جاری رکھا اور ان کے جان و مال کو حلال جانا تو امام صاحبؒ نے واضح فتویٰ دیا۔ کتب میں بہت سی عبارتیں موجود ہیں، تفصیلی فتاویٰ بھی ہیں۔ آپ فرماتے ہیں :

''من جمز إلی معسکر التتر ولحق بھم ارتد وحل دمہ و مالہ''۔

''جو بھاگتا ہوا تا تاریوں کے لشکر کی طرف گیا، اور ان میں شامل ہو گیا تو وہ مرتد ہو گیا اور اس کا جان و مال حلال ٹھہرا۔''

یعنی محض ان کے اندر شمولیت ہی کو آپ کفر کی وجہ بیان فرماتے تھے۔

مفتی احمد شاکر رحمہ اللہ کا مشہور فتویٰ

اسی طرح بعد کے ادوار میں دیکھئے تو جب فرانسیسیوں اور برطانویوں دونوں نے خلافتِ عثمانیہ پر حملہ کیا تو ان فرانسیسیوں اور برطانویوں کی نصرت کے لیے، مسلمانوں میں سے بھی بعض لشکر اٹھے تھے......اور ان بدبختوں نے خلافت کو ڈھانے میں مدد دی تھی۔ اس وقت مصر کے قاضیِ اعلیٰ مفتی احمد شاکرؒ نے اس موضوع پر اپنا مشہور فتویٰ دیا۔ آپ نے اس بات کی تصریح کی کہ برطانوی یا فرانسیسی یا کسی اور کافر ملک کی افواج کی نصرت کرنا......دین سے خارج کرنے والا فعل شمار ہوتا ہے اور ایسا کرنے والا کافر ہے۔

شیخ الہندؒ اور مولانا حسین احمد مدنیؒ کے فتاویٰ

چونکہ یہ افواج یہاں بِرّصغیر کی طرف سے بھرتی ہو ہو کر جا رہی تھیں، اور بہت بڑی تعداد ان میں نام نہاد مسلمانوں کی تھی جو یہاں بِرّصغیر سے ''شاہی ہندی فوج'' میں شامل ہو کر گئے اور جا کر خلافت کے خلاف لڑے۔ لہٰذا اس فوج میں شمولیت کی حرمت کا فتویٰ شیخ الہندؒ نے دیا، اور اس کے کفر کا فتویٰ مولانا حسین احمد مدنیؒ نے دیا۔ آپؒ نے اس بات کی بالکل تصریح کی ہے

کہ اس فعل کا مرتکب ہونا یعنی کفر و اسلام کی جنگ میں کفر کا ساتھ دینا ''کفراً کبر مخرج من الملۃ'' ہے۔ آپ کا یہ فتویٰ مولانا عبد الشکور ترمذی کی مرتب کردہ کتاب (فتاویٰ شیخ الاسلام) میں ''قتلِ مسلم'' کے عنوان کے تحت مذکور ہے۔

علمائے عرب کے فتاویٰ

اسی طرح ابھی گزشتہ چند سالوں میں نگاہ دوڑائیں تو یہاں بھی ہمیں کئی تحریرات مل جاتی ہیں۔ مثال کے طور پر شیخ سعید بن وہب القحطانی عرب دنیا کے مشہور عالم ہیں۔ انہوں نے ''الولاء والبراء في الإ سلام'' کے نام سے ایک کتاب لکھی ہے۔ اسی طرح شیخ حمود بن عقلاء الشعیبیؒ نے اسی موضوع پر کتاب لکھی ہے۔ شیخ عبد اللہ عزام شہیدؒ کی کتابوں کے اندر بھی مختصر مضامین اس موضوع پر موجود ہیں۔

پاکستان کے علماء کے فتاویٰ

اسی طرح گیارہ ستمبر کے بعد مفتی نظام الدین شامزئی رحمہ اللہ نے اکتوبر ۲۰۰۱ء میں امریکا کا ساتھ دینے والوں کے کفر کے حوالے سے اپنا مشہور فتویٰ دیا......جو بالخصوص پاکستان کے نظامِ حکومت پر مرکوز ہے۔ یہ مختصر فتویٰ آپؒ نے کراچی میں ایک عوامی اجتماع سے خطاب کرتے ہوئے پڑھ کر بھی سنایا۔

ماضی قریب میں جب سوات میں پاکستانی فوج کے آپریشن کا آغاز ہوا تو کراچی ہی سے تعلق رکھنے والے بزرگ شیخ الحدیث مولانا نور الہدیٰ نے ایک جرأت مندانہ فتویٰ دیا۔ اس فتوے میں انہوں نے امریکا سے تعاون کرنے والی فوج کے کفر اور ان کے خلاف لڑنے والے مجاہدین کے حق وصواب پر ہونے پر مفصل کلام کیا۔ یہ ایک انتہائی مدلل فتویٰ ہے جس میں آپ نے قرآنی آیات، احادیثِ مبارکہ اور ساتھ ہی ساتھ فقہائے کرام کے اقوال کے ساتھ استشہاد کیا ہے۔

اسی طرح وہ فتویٰ تو مشہور ہے ہی......جو وانا میں پاکستانی افواج کے پہلے آپریشن پر

لال مسجد سے جاری ہوا۔ اس فتوے پر ملک بھر کے تقریباً پانچ سو علماء نے دستخط کئے۔ ان میں مولانا شیر علی شاہ صاحب، مولانا فضل محمد صاحب، مولانا سعید جلالپوری رحمہ اللہ، مولانا عبد العزیز، مفتی عبد الدیّان کے دستخط بھی موجود تھے۔ دیگر کئی اکابر علماء نے بھی اس فتوے پر دستخط کئے تھے۔

تفصیل کا مقام نہیں ......مگر یہ سارے فتاویٰ اس بات پر دلالت کرتے ہیں کہ یہ مسئلہ انہونا نہیں ہے کہ مجاہدین نے اپنی طرف سے ایجاد کیا ہو بلکہ اس مسئلے پر سلف سے بھی دلائل موجود ہیں، سلف کے فقہاء نے بھی اس پر مفصل کالم کیا اور عصرِ حاضر میں بھی بہت سے اہلِ حق علماء نے اس مسئلے کو واضح کیا۔

کفر کا دوسرا سبب :شریعتِ اسلامی کی جگہ کفری نظام کا نفاذ

السّحاب: آپ بات کرر ہے تھے کہ پاکستان کے حکمرانوں اور فوج کو کن شرعی دلائل کی وجہ سے کافرو مرتد کہا جا سکتا ہے۔ اور آپ نے اس کی بنیادی وجہ کفرو اسلام کی جنگ میں مسلمانوں کے خلاف کفر کا ساتھ دینا بیان کیا، جس سے بات تفصیل میں چل پڑی، تو آپ اپنی پہلی بات کو جاری رکھیں کہ انکا دینِ اسلام سے ارتداد اور کن کن وجوہات سے ہے؟

استاد احمد: بات اس چیز پر ہو رہی تھی کہ حکمران اگر ''کفرِ بواح''، یعنی صریح کفر کا مرتکب ہو اور دین سے خارج ہو تو وہ شرعاً واجب الاطاعت نہیں رہتا اور اس کو ہٹانا اور مسلمان امام کو نصب کرنا واجب ہو جاتا ہے۔ اسی کی ذیل میں ہم نے حکمرانوں کے کفر کا پہلا سبب یہ دیکھا کہ یہ حکمران کفار اور مسلمانوں کی جنگ میں کفار کا ساتھ دیتے ہیں۔

واضح کفر کے مرتکب حاکم کے خلاف قتال

کفرِ بواح ایک ایسی چیز ہے کہ جس پر رسولِ اکرم ﷺ نے حدیث میں واضح طور پر صحابہؓ کو اجازت دی ہے کہ اگر حاکم کفرِ بواح کا مرتکب ہو تو اس کے خلاف عملاً قتال کیا جائے گا۔ مشہور حدیث ہے :حضرت عبادہ بن صامتؓ کہتے ہیں کہ

''دعانا النبي صلی اللہ علیہ وسلّم فبایعناہ، فکان فیما أخذ علینا أن بایعنا علی السّمع والطاعۃ في منشطنا ومکرھنا وعسرنا ویسرنا وأثرۃ علینا، وأن لا ننازع الأمر أھلہ، قال إلّا أن تروا کفرًا بواحًا عندکم من اللہ فیہ برھان''۔

''ہمیں رسول اکرم انے بلایا (دعوت دی) تو ہم نے (آپ کی دعوت پر لبیک کہا اور) بیعت کر لی۔ آپ نے بیعت میں ہم سے جن چیزوں کا عہد لیا، ان میں یہ باتیں شامل تھیں: کہ ہم بات سُنیں گے اور اطاعت کریں گے۔ چاہے ہمیں حکم پسند ہو یا ناپسند، اور چاہے آسانی ہو یا تنگی، اور چاہے دوسروں کو ہم پر ترجیح دی جارہی ہو۔ اور ہم امراء سے امارت کے بارے میں جھگڑا نہیں کریں گے۔ (لیکن رسول اللہ انے ایک شرط لگا دی کہ) الّا یہ کہ تم حاکم کو کفرِ بواح (صریح کفر) کا مرتکب ہوتے دیکھو، یعنی جس کے کفر ہونے کے بارے تمہارے پاس اللہ کی طرف سے دلیل (واضح نشانیاں) موجود ہوں''۔

یعنی اس معاملے میں تو صریح آیات اور دلائل موجود ہیں کہ ''کفر و اسلام کی جنگ میں کفار کا ساتھ دینے والا کافر ہو جاتا ہے''۔

پاکستانی حکمرانوں کا نفاذِ شریعت سے انحراف

کفار کی نوکری کے ساتھ ساتھ ایک دوسرا پہلو یہ بھی ہے جس کی وجہ سے ہم ان حکمرانوں کو کافر سمجھتے ہیں۔ یہ کفار کا ساتھ نہ بھی دیتے یا آج یہ اس کام سے توبہ کر بھی لیں، تب بھی چونکہ قدرت رکھنے اور حکومت میں ہونے کے باوجود یہ شریعت نافذ نہیں کرتے ......اس لئے یہ کفر کے مرتکب ہو رہے ہیں۔ اور بات ایک دو دن یا ایک دو سالوں تک محدود نہیں، بلکہ ساٹھ سال کا عرصہ بیت چکا ہے۔ اس طویل عرصے میں کوئی ایک دن بھی اس سرزمین پر ایسا نہیں گزرا کہ جب یہاں شریعت کی حاکمیت قائم ہوئی ہو، اسلام کا قانون نافذ ہوا ہو اور یہاں اللہ کے دین کے مطابق فیصلے ہوئے ہوں۔

غیر شرعی قوانین کا نفاذ

بالاتفاق، تمام اہل علم کے نزدیک ایک حاکم جب شریعت کو نافذ نہ کرنے کا مرتکب ہو......وہ دین سے خارج ہو جاتا ہے۔ اور اگر نہ صرف یہ کہ شریعت کو نافذ نہ کرے بلکہ اس کے ساتھ کئی مرکب جرائم کا مرتکب بھی ہو......یعنی وہ اس کے ساتھ ساتھ شریعت کی بجائے غیر شرعی قوانین کو نافذ کرر ہا ہو......اور یہی نہیں، بلکہ خود غیر شرعی قانون سازی کرتا ہو، غیر شرعی قوانین بناتا ہو......تو یہ سارے جرائم مل کر اسے دائرۂ اسلام سے خارج کر دیتے ہیں۔ ان میں سے کوئی ایک جرم بھی کافی تھا، لیکن یہ سارے کے سارے جرائم ہمیں یہاں اکٹھے نظر آتے ہیں کہ......یہ حکمران شریعت نافذ بھی نہیں کرتے، اس کی جگہ غیر شرعی قوانین کا پورا نظام ہے جس کو نافذ کرتے ہیں اور خود غیر شرعی قانون سازی بھی کرتے ہیں۔

غیر شرعی قانون سازی ......کفر کی انتہا

ان میں سے بیان کردہ آخری جرم تو اس کفر کی انتہا ہے یعنی غیر شرعی قانون سازی کرنا......شریعت سے متصادم قانون سازی کرنا۔ جس کے بارے میں اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں کہ :

﴿أَمْ لَهُمْ شُرَكَاءُ شَرَعُوا لَهُمْ مِنَ الدِّينِ مَا لَمْ يَأْذَنْ بِهِ اللَّهُ ......﴾ (الشوریٰ ۲۱)

’’کیا ان لوگوں نے اللہ کے ایسے شریک مقرر کر رکھے ہیں جنھوں نے ان کے لیے ایسے احکام دین مقرر کر دیے ہیں جو اللہ کے فرمائے ہوئے نہیں ہیں......‘‘

یعنی اللہ کے ایسے شریک مقرر کر لئے ہیں جو دین کی نوعیت رکھنے والی......قانون کی نوعیت رکھنے والی کچھ چیزیں ان کے لیے بنا دیتے ہیں......’’مَا لَمْ يَأْذَنْ بِهِ اللَّهُ‘‘......جن کی اللہ نے اجازت نہیں دی۔ وہ کسی اجتہادی دائرے کے اندر شریعت کی روشنی میں قانون سازی نہیں کر رہے ہوتے، بلکہ وہ شریعت کے احکامات سے صراحتاً ٹکراتے ہوئے قانون بنا رہے ہوتے ہیں۔ ایسے لوگوں کے بارے میں اللہ تعالیٰ نے صرف اتنا ہی نہیں کہا کہ ’’یہ کفر کر رہے ہیں‘‘ بلکہ ان کو ’’اللہ کا شریک‘‘ بننے کے لئے کوشاں قرار دیا۔ یہ اللہ کا شریک بننا چاہ رہے ہیں، یہ اللہ کی الوہیت

پر ڈاکہ ڈالنے کی کوشش کر رہے ہیں۔ ان کا جرم تو بہت بڑا، بہت ہی بڑا جرم ہے۔ اور ہماری پارلیمان میں اور اس نظامِ حکومت میں یہی سب کچھ ہو رہا ہوتا ہے۔

شریعت نافذ نہ کرنے اور اس کی جگہ غیر شرعی قوانین کو نافذ کرنے کے بارے میں اللہ سبحانہٗ تعالیٰ اپنی کتاب میں فرماتے ہیں :

﴿فَلَا وَرَبِّكَ لَا يُؤْمِنُونَ حَتّٰى يُحَكِّمُوكَ فِيمَا شَجَرَ بَيْنَهُمْ ثُمَّ لَا يَجِدُوا فِي أَنفُسِهِمْ حَرَجًا مِّمَّا قَضَيْتَ وَيُسَلِّمُوا تَسْلِيمًا﴾ (النساء :۶۵)

''ہر گز نہیں! تیرے رب کی قسم! یہ اس وقت تک مومن نہیں ہو سکتے، جب تک کہ اے نبی! آپ کو اپنے فیصلوں میں منصف اور حاکم نہ بنا لیں (جب تک آپ کو ''حَکَم'' نہ مان لیں)۔ اور پھر آپ جو فیصلہ فرما دیں اس پر اپنے دل میں تنگی بھی نہ محسوس کریں اور اس کو مکمل طور پر تسلیم کر لیں، (سرِ تسلیم اس کے سامنے خم کر دیں)''۔

اسی طرح اللہ سبحانہٗ تعالیٰ فرماتے ہیں :

﴿وَمَا كَانَ لِمُؤْمِنٍ وَّلَا مُؤْمِنَةٍ إِذَا قَضَى اللّٰهُ وَرَسُولُهٗ أَمْرًا أَن يَكُونَ لَهُمُ الْخِيَرَةُ مِنْ أَمْرِهِمْ﴾ (احزاب ۳۶)

''کسی مومن مرد اور کسی مومن عورت کے لیے یہ جائز نہیں ہے کہ جب اللہ اور اس کے رسول کسی معاملے میں اس کے لیے فیصلہ کر دیں تو وہ اس کے بعد بھی اپنے لیے کوئی اختیار باقی رکھے۔'' (اس کے بعد بھی شریعت کے قانون سے ہٹ کر اپنے لیے کوئی اور راستہ، کوئی اور طریقہ اختیار کرنے کی گنجائش باقی رکھے)۔

اسی طرح اللہ سبحانہٗ تعالیٰ فرماتے ہیں :

﴿وَمَن لَّمْ يَحْكُم بِمَا أَنزَلَ اللّٰهُ فَأُولٰئِكَ هُمُ الْكٰفِرُونَ﴾ (المائدۃ :۴۴)

’’جو اللہ کی نازل کردہ شریعت کے مطابق فیصلے نہیں کرتے، وہی لوگ کافر ہیں۔‘‘

اور دوسری جگہ ......فَأُولٰئِکَ هُمُ الظَّالِمُوْنَ...... اور تیسری جگہ...... فَأُولٰئِکَ هُمُ الْفَاسِقُوْنَ......کے الفاظ آتے ہیں۔

یہ ساری آیات اس بات پر صراحتاً دلالت کرتی ہیں کہ شریعت کے نفاذ کا انکار کرنے والے اور غیر شرعی قوانین نافذ کرنے والے اور پھر اس سے بڑھ کر غیر شرعی قانون سازی کرنے والے......دین سے خارج ہوتے ہیں۔ ان آیات کی تفاسیر بھی دیکھ لیں تو اس موضوع پر بہت مواد مل جاتا ہے کہ سلف کے اہلِ علم نے اس مسئلے کو اسی طرح ہی واضح طور پر سمجھا ہے۔ اور اِن آیات کو ان کے ظاہری معنوں میں ہی لیا ہے۔

قتال کب تک......؟

یہ دو اساسی وجوہات ہیں جن کی وجہ سے ہم ان افواج اور حکمرانوں کو مرتد سمجھتے ہیں۔ جب تک یہ دونوں چیزیں ختم نہیں ہو جاتیں۔یعنی جب تک یہاں کے نظامِ حکومت سے اسلام اور مجاہدین کے خلاف کفر کا عالمی اتحاد ختم نہیں ہو جاتا، اور جب تک یہاں شریعت کی حاکمیت عملاً فعلاً قائم نہیں ہو جاتی، اس وقت تک اِن حکمرانوں، اِس نظامِ حکومت اور اِس کی محافظ افواج کے خلاف قتال جاری رکھا جائے گا......باذن اللہ۔

صرف چہروں کی نہیں، نظام کی تبدیلی مقصود ہے

اس نکتے پر توجہ دینا نہایت اہم ہے کہ سلف کے فقہاء نے جب خروج کی بات کی تھی تو ان کے سامنے خلافت کا ایسا شرعی نظام تھا جو اپنے تمام تر شرعی شعبوں کے ساتھ موجود تھا۔ ہاں بعض پہلوؤں میں کوئی کمزوری یا فسق آ گیا تھا یا حاکم انفرادی طور پر کفر کا مرتکب ہو رہا تھا۔مگر جس چیز سے ہمیں آج کے دور میں سابقہ پیش ہے سلف کو اس سے سابقہ پیش نہیں تھا۔یعنی یہ ایک منظّم مجسّم نظام ہے،جس کے تمام ادارے، ڈھانچے اور طور طریقے مقرر ہیں، اور حاکم یا کسی فرد کے آنے جانے سے

کوئی بہت بڑا فرق نہیں پڑتا۔آج جس کرسی پر زرداری بیٹھا ہوا ہے اسی کرسی پر کچھ عرصہ پہلے رفیق تارڑ بھی اپنی باشرع شکل وصورت کے ساتھ بیٹھا ہوا تھا۔ اس سب کے باوجود بھی نظام اسی طرح چلتا تھا، جس طرح آج چل رہا ہے۔ یعنی اس نظام میں افراد کے آنے جانے سے کوئی بہت بڑا فرق نہیں پڑتا۔ لہٰذا یہ جنگ اس لیے نہیں ہو رہی کہ ''کیانی چلا جائے اور اس کی کرسی پر کوئی نیک آدمی آکر بیٹھ جائے'' یا ''زرداری چلا جائے اور اس کی جگہ کسی دینی جماعت کا رہنما آکر بیٹھ جائے''۔ بلکہ جنگ اس لئے ہو رہی ہے کہ یہ پورا نظام اپنی تمام تر جڑوں، اداروں اور تمام تر ڈھانچے سمیت اکھڑ جائے، اور اس کی جگہ نئے سرے سے خلافت کی بنیاد ڈالی جائے۔ اس وقت تک یہ قتال باذن اللہ جاری رہنا ہے۔

کیا اب بھی پاکستان اسلام کا قلعہ ہے......؟

السحاب: اس بھرپور انداز میں جنگ کی کیفیت برپا ہونے سے کیا یہ محسوس نہیں ہوتا کہ پاکستان کا وجود ہی خطرے میں پڑ جائے گا؟

استاد احمد:

کیا مجاہدین اپنا دفاع نہ کریں؟

دیکھئے!......ایک تو یہ بات کہ اس سب کا آغاز ہم نے نہیں کیا۔ آغاز تو پاکستانی فوج نے کیا ہے۔ ہم تو بہت عرصے کے بعد اب اپنے دفاع میں ہاتھ اُٹھا رہے ہیں اور جواب دے رہے ہیں۔ ہمارے، یعنی مجاہدین کے تو صبر کی داد دینی چاہیے کہ انہوں نے سات آٹھ سالوں تک اپنے جذبات کو قابو میں رکھا۔ ان کی قیادت نے ان کا رخ افغانستان ہی کی طرف پھیرے رکھا......اس کے باوجود کہ یہ نظام ان پر ہر طرح کے مظالم توڑ رہا تھا۔ یہاں جو جنگ آج چھڑ رہی ہے، وہ ساٹھ سال تک کفر کی حکمرانی سہنے اور آٹھ دس سالوں سے اس نظامِ حکومت کی طرف سے مجاہدین کے خلاف صریح اقدامات اور صریح زیادتیاں سہنے کے بعد، اب جا کر مجاہدین کا اپنی بندوقوں کا رُخ اِس نظام کی طرف پھیرنے کا نتیجہ ہے۔

کیا یہ وہی پاکستان ہے......؟

دوسرا......آپ نے یہ کہا کہ ''پاکستان کی سلامتی کو خطرہ درپیش ہے''۔ وہ پاکستان کہ جس کا خواب دکھایا گیا تھا، جس کے بارے میں یہ کہا گیا تھا کہ وہاں اللہ کا کلمہ نافذ ہوگا، وہاں شریعت کا غلبہ ہوگا مسلمان آزاد اور شریعت کے سائے تلے رہیں گے، وہ پوری دنیا کے مسلمانوں کا مسکن ہوگا......وہ پاکستان ختم ہوئے تو عرصہ بیت چکا ہے، اس پاکستان کی فکر نہ کریں۔ اب جس پاکستان سے واسطہ درپیش ہے، یہ تو وہ پاکستان ہے، جو مجاہدین کو شہید کرتا ہے، سوات سے اڑتیس لاکھ لوگوں کو ہجرت کرنے پر مجبور کرتا ہے، جنوبی وزیرستان میں جیٹ طیاروں سے بمباری کرتا ہے، توپخانے سے گولے برساتا ہے، مساجد اور مدارس کو نشانہ بناتا ہے، پورے عالَم کے سامنے لال مسجد پر حملہ کرتا ہے، جامعہ حفصہؓ کی طالبات کو شہید کرتا ہے، اُن کو اٹھا کر لے جاتا ہے اور آج تک ان کا سراغ نہیں ملتا ہے۔ جو مفتی نظام الدین شامزئیؒ اور دیگر اہلِ علم کو چن چن کر نشانہ بناتا ہے، اور ان کو ان کی حق گوئی کی سزا دیتا ہے۔ ہمیں تو آج اِس پاکستان سے واسطہ درپیش ہے۔

ہم کیسا پاکستان چاہتے ہیں؟

ہم تو اُس پاکستان کو قائم اور آزاد کرانے کی کوشش کر رہے ہیں جہاں واقعتاً شریعت نافذ ہو، جہاں واقعتاً ساری دنیا کے مسلمان......چاہے وہ کسی بھی نسل، رنگ اور کسی بھی علاقے سے تعلق رکھنے والے ہوں......آسکتے ہوں، ان کی جائے پناہ بن سکتا ہو، جو شریعت کا مسکن بنے، مجاہدین کا محور اور مرکز بنے......یہ سارا جہاد اس پاکستان کو قائم کرنے کے لیے ہو رہا ہے۔

میڈیا نے ہماری آنکھیں بند کر رکھی ہیں

آنکھیں کھولنے کی ضرورت ہے۔ ہم ایک خیالی اور تصوراتی دنیا میں کیوں رہیں؟ کیوں صرف میڈیا کی دکھائی ہوئی تصویر میں جی کر اپنی زندگی گزاریں؟ جس طرح کہ حضرت علیؓ کا قول ہے کہ:

''الناس نیام فإذ اماتوا انتبھوا''۔

''لوگ سوئے ہوئے ہیں اور جب مریں گے، تو جاگیں گے''۔

ہم بھی اس طرح مُردوں کی سی زندگیاں نہ گزاریں کہ ہمارے سامنے اتنا کچھ بیت جائے اور ہم ان سارے حقائق سے نظریں چرائیں کہ یہ ایک مقبوضہ پاکستان ہے......اس پر امریکی بھی قابض ہیں، مرتد اور لادین وملحد بھی قابض ہیں......اس میں قادیانیوں کی عزت ہوسکتی ہے......اس میں آغا خانیوں کی عزت ہوسکتی ہے......اس میں دیگر دین سے خارج طبقوں کی عزت ہوسکتی ہے......اس میں میڈیا پر بیٹھ کر ہر دشمنِ دین، اسلام کے خلاف اپنا بغض نکال سکتا ہے......اس میں پردے کو نشانہ بنایا جاسکتا ہے......داڑھی کا مذاق اڑایا جاسکتا ہے......اہل دین اور اہل مدارس کو ہراساں کیا جاسکتا ہے......علماء کی عزت و وقار کو خاک میں ملایا جاسکتا ہے، اور علماء کو جبراً برقعے پہنا کر ان کی توہین کے لیے انہیں ٹی وی پر لایا جاسکتا ہے......اس ملک میں سب کچھ ہوسکتا ہے۔ اگر عزت نہیں ہے تو دین کے لیے نہیں ہے......عزت نہیں ہے تو اسلام کے لیے اور اہل اسلام کے لیے نہیں ہے۔

کیا پاکستان اسلام کا قلعہ ہے؟

ان سب حقائق کے ساتھ ابھی تک اس میں اُسی پرانی حالت میں جینا اور اپنے آپ کو اس خوش فہمی میں مبتلا رکھنا کہ ''ہم مملکتِ اسلامیہ پاکستان میں جیتے ہیں'' ......اور ''یہ اسلام کا وہ قلعہ ہے کہ جس کی حفاظت ہمارے دین اور ایمان کا تقاضا ہے'' ...... یہ سب خرافات ہیں جن کا حقیقت کی دنیا سے کوئی واسطہ نہیں۔ آنکھیں کھولنے کی ضرورت ہے۔ حقائق کو دیکھنے کی ضرورت ہے۔ یوں ہی سوئے رہیں گے تو جس طرح عراق اور افغانستان میں امریکی فوجیں دستک دے رہی ہیں کچھ ہی عرصے بعد اسی طرح آپ کے دروازے پر بھی دستک دیں گی۔ اور جو ابھی تک نہیں جاگا، آئندہ بھی اس کے جاگنے کا کوئی امکان نظر نہیں آتا۔

نظامِ دجل

یہ نظام ہی دجل کا نظام ہے۔ یہ پہلے بھی جب کہیں آیا، اس نے اشتراکیوں کی طرح

آ کر یہ اعلان نہیں کیا کہ ''ہم آ گئے ہیں اور ہم جبراً آ ئے ہیں، ہم ناحق اور زبردستی گھس آئے ہیں''۔ یہ دجل کا نظام ہے...... یہ اصطلاحات کا فریب اور کھیل کھیلتا ہے۔ یہ عراق میں یہ کہہ کر آئے ہیں کہ ''تمہیں صدام سے نجات دلائیں گے، آزادی دیں گے، آزادی کا تحفہ دینے آرہے ہیں''۔ یہ افغانستان میں یہ کہہ کر آئے ہیں کہ ''جمہوریت کا تحفہ اور طالبان سے نجات دلانے آ رہے ہیں۔'' یہ پاکستان میں بھی آپ کی گلیوں میں اسی طرح گھومنا شروع کر دیں گے، اور اسی طرح کا کوئی خوش نما نعرہ دے کر آپ کے دلوں کو مطمئن کریں گے۔

ہمارے سامنے کی بات ہے کہ عراق اور افغانستان میں بھی ایسے بہت سے لوگ تھے جنہوں نے اس مرحلے میں ......جس مرحلے میں اس وقت ہم ہیں ......اس بات کو نہیں پہچانا کہ وہ اب مقبوضہ ہوگئے ہیں، ان کی عزت اور ان کی حریت چھن چکی ہے، خودمختاری باقی نہیں بچی ہے ......تو عملاً بھی جب امریکی فوجی ان کی گلیوں میں گھومنا شروع ہوگئے، امریکی پرچم وہاں لہرانا شروع ہوگئے، اس کے بعد بھی ان کو بات سمجھ میں نہ آئی۔آج بھی کتنے دین کے نام لینے والے لوگ ایسے ہیں ......ماضی میں جہاد کا نام لینے والے ایسے ہیں، جو آج افغانستان کی پارلیمنٹ میں بیٹھے ہوئے ہیں۔ اور آج وہاں بیٹھ کر وہ اسی امریکی نظام کا جزو بنے ہوئے ہیں۔ کتنے لوگ آج ایسے ہیں جو عراق کے اندر اس جمہوری عمل میں آج بھی شریک ہیں حالانکہ امریکہ ان کے سر پر بیٹھا ہوا ہے، ان کے سامنے گلیوں میں گھومتا پھرتا ہے ......لیکن آج بھی انہیں بندوق اٹھانے کی توفیق نہیں حاصل ہوئی۔

فراستِ ایمانی مطلوب ہے

جس کی آنکھیں اب بھی نہیں کھلیں، اس کی بعد میں بھی کبھی نہیں کھلیں گی۔ جسے بلیک واٹر کے آنے پر بھی جہاد سمجھ میں نہیں آیا، جس کو امریکہ کی فوجوں کے آنے، امریکہ کے سفارتخانے کی توسیع اور جس کو اِن مرتدین کے شریعت کے انکار اور شریعت کا مذاق اُڑانے اور اہلِ دین کو نشانہ بنانے کے بعد بھی جہاد سمجھ میں نہیں آیا ......اس کو دوبارہ بھی کبھی سمجھ میں نہیں آئے گا۔

اللہ سے مومنوں والی وہ صفات مانگنی چاہیں کہ جو رسول اللہ فرماتے ہیں .....عزّ کریم“

اور اسی طرح حدیث میں آتا ہے :

”اِتقو افراسة المؤمن فاِنہ ینظر بنور اللہ“

”مومن کی فراست سے بچو کیونکہ وہ اللہ کے نور سے دیکھتا ہے۔“

اللہ سے یہ فراست مانگنے کی ضرورت ہے، تا کہ آنکھوں سے یہ دجالی پردے ہٹیں اور ہم اس نظام کا کفر پہچانیں۔ اور یہ بات سمجھیں کہ اس سے ٹکرانے ......اور اس کو گرانے سے رکے رہنے میں اب کوئی مصلحت باقی نہیں بچی۔ اس کو ایک لمحے کے لیے بھی مزید برداشت کرنا نہ صرف اپنی آخرت برباد کرنے کے مترادف ہے، بلکہ ساتھ ساتھ اپنی دنیا بھی خراب کرنے کے مترادف ہے۔ دنیا و آخرت دونوں میں عزت کا اگر کوئی راستہ ہے، اور اس سرزمین میں دین کے باقی رہنے کا کوئی راستہ ہے ......تو وہ یہی ہے، کہ اس کفری نظام کے خلاف قتال کیا جائے۔

السّحاب: جزاکم اللہ خیراً کثیراً۔ یہاں ہم اس گفتگو کے دوسرے حصے کا اختتام کرتے ہیں۔ ان شاء اللہ تیسرے حصہ میں ہم پاکستان میں جاری جہاد سے متعلق شکوک وشبہات اور اعتراضات پر بحث کریں گے۔ ہم اللہ تعالیٰ سے دعا کرتے ہیں کہ تمام امور میں ہماری صراطِ مستقیم پر رہنمائی فرمائیں، اور ہماری کوششوں کو قبولیت سے نوازیں۔ آمین۔ وآخر دعوانا ان الحمدللہ رب العالمین۔

والسلام علیکم ورحمة اللہ وبرکاتہ۔

رہے فتنہ نہ باقی، دین اللہ ہی کا ہو جائے

اس نکتے پر توجہ دینا نہایت اہم ہے کہ سلف کے فقہاء نے جب خروج کی بات کی تھی تو ان کے سامنے خلافت کا ایسا شرعی نظام تھا جو اپنے تمام تر شرعی شعبوں کے ساتھ موجود تھا۔ ہاں بعض پہلوؤں میں کوئی کمزوری یا فسق آ گیا تھا یا حاکم انفرادی طور پر کفر کا مرتکب ہو رہا تھا۔ مگر جس چیز سے ہمیں آج کے دور میں سابقہ پیش ہے سلف کو اس سے سابقہ پیش نہیں تھا۔

آج کا یہ منظّم مجسّم نظام...... جس کے تمام ادارے، ڈھانچے اور طور طریقے مقرر ہیں، اس میں حاکم یا کسی فرد کے آنے جانے سے کوئی بہت بڑا فرق نہیں پڑتا۔ آج جس کرسی پر زرداری بیٹھا ہوا ہے اسی کرسی پر کچھ عرصہ پہلے رفیق تارڑ بھی اپنی باشرع شکل و صورت کے ساتھ بیٹھا ہوا تھا۔ اس سب کے باوجود بھی نظام اسی طرح چلتا تھا، جس طرح آج چل رہا ہے۔ یعنی اس نظام میں افراد کے آنے جانے سے کوئی بہت بڑا فرق نہیں پڑتا۔

لہٰذا یہ جنگ اس لیے نہیں ہو رہی کہ ''کیانی چلا جائے اور اس کی کرسی پر کوئی نیک آدمی آ کر بیٹھ جائے'' یا ''زرداری چلا جائے اور اس کی جگہ کسی دینی جماعت کا رہنما آ کر بیٹھ جائے''۔ بلکہ یہ جنگ اس لئے ہو رہی ہے کہ یہ پورا باطل نظام اپنی تمام تر جڑوں، اداروں اور تمام تر ڈھانچے سمیت اکھڑ جائے، اور اس کی جگہ نئے سرے سے خلافت کی بنیاد ڈالی جائے۔ اس وقت تک یہ قتال باذن اللہ جاری رہنا ہے۔

السّحاب